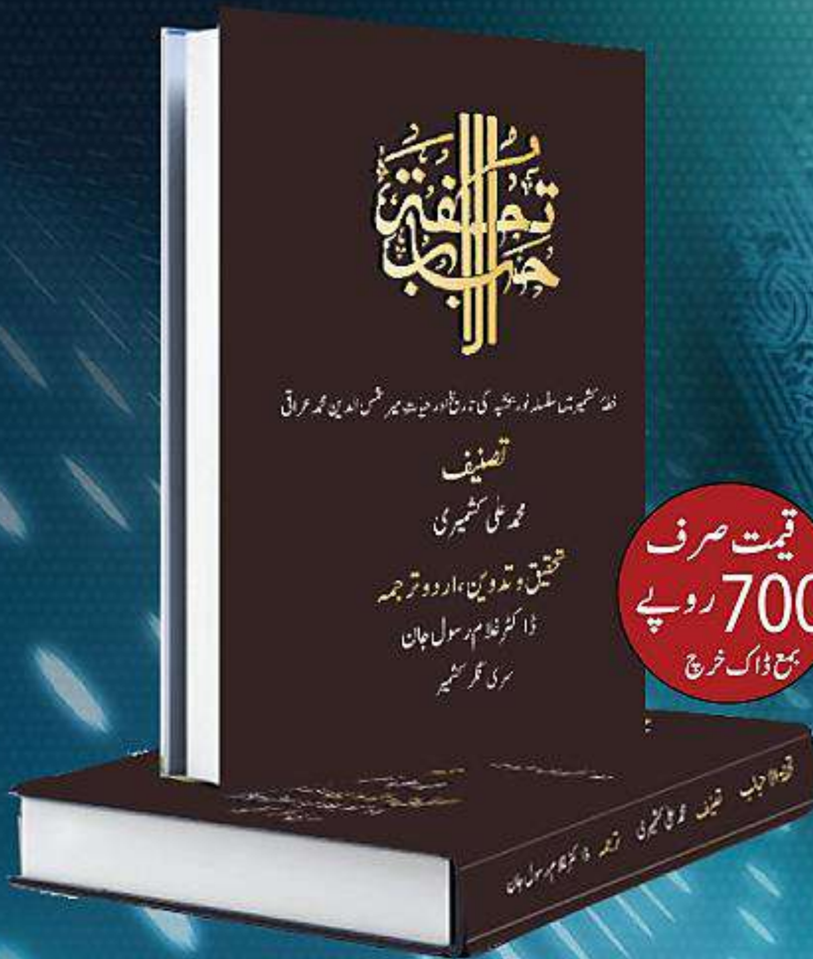
نوائے صوفیہ

Nawa-e-Sufia International

شمارہ 137 | E-edition انٹرنیشنل | دسمبر 2020



قیمت صرف 700 روپے بمع ڈاک خرچ

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل ای۔ایڈیشن

بفیضان نظر　　حضرت علامہ بشیر براہ والے قدس سرہ العزیز

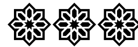
شمارہ: 137　　دسمبر 2020ء

مدیر اعلیٰ	غلام حسن حسنو
بتعاون	شعبہ نشر واشاعت علماء سپریم کونسل
ناشر	شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف
ویب سائیٹ	www.nawaisofia.com
فیس بک	www.facebook.com/nawaesofia
ای میل	articles@nawaisofia.com

مضامین موبائل اور ای میل کے علاوہ موبائل ایپلی کیشن اور ویب سائٹ سے اپ لوڈ کر سکتے ہیں۔



فہرست مضامین



اداریہ

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

غلام حسن حسنو

الحمد اللہ !ماہنامہ نوائے صوفیہ کا شمارہ سات نذر قارئین کی جارہی ہے۔بلا کسی تعطل کے مسلسل سات شماروں کی تیاری اوراشاعت پر ہم اللہ رب العزت کے حضور سراپا سجدہ ریز ہیں۔کیونکہ ہم میں کوئی توانائی ہے نہ ہی کوئی ہمارے مدد گاراورنہ ہی غمگساراس افراتفری کے عالم میں بس اسی کا فضل وکرم اوراسی کے اسرے پر یہ سب کچھ چل رہاہے گویا

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

ہم ایک بار پھر اپنے اس عزم اورارادے کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہم صرف اور صرف اصلاح چاہتے ہیں۔ہم قرآن کریم کے اس آیت پر من وعن عمل کرنے کے خواہاں ہیں۔

تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ۔یعنی نیک اور تقوی پر مشتمل کاموں میں باہم تعاون کریں اور معصیت ونافرمانی کے کاموں میں تعاون نہ کریں بلکہ ہمیں روکیں۔

قارئینِ نوائے صوفیہ سے ہماری پر زور گزارش ہے کہ ہر نیکی کے کام میں ہمیں آپ کے تعاون اور مدد درکار ہے براہ کرم دست تعاون بڑھائیں۔ہم انسان ہیں انسان ہونے کے ناتے عمداً یا سہواً بھول چوک کا شکار ہو جاتے ہیں جب کبھی اور جہاں کہیں ہمیں بھول چوک کا شکار دیکھیں ہمیں فوراً تنبیہہ کریں،غلط کاموں میں ہمیں کبھی سپورٹ نہ کریں اور ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھنے کی بھرپور کوشش کریں اس سلسلے میں آپ کا تعاون ہمارے لیے نہایت سود مند اوراہمیت کی حامل ہے۔

ہم نے نوائے صوفیہ شمارہ ۵ میں لکھا تھا کہ ”دنیا بھر میں کرونا وائرس اور اس کے وبا کی تباہ کاریاں اور قہر جاری وساری ہیں ایک طرف کروڑوں متاثرین صحتیاب ہورہے ہیں اور لاکھوں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور ہزاروں روز جان کی بازی ہار رہے ہیں جو عالمی سطح پر خطرے کی گھنٹی ہے۔اب کرونا کا علاج لیبارٹریوں سے باہر نکل کر مریضوں پر آزمائش کی حد میں داخل ہو چکا ہے مختلف ممالک میں انسانوں پر آزمائی جارہی ہے لیکن تمام تر

کوششوں کے باوجود "ہنوز دلی دور است" کے مصداق ابھی تک دنیااس وائرس کے سامنے بے بس اور مجبور ومقہور ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور خاص مہربانی سے وطن عزیز میں ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں اب تک جانی نقصان نہ ہونے کے برابر اور پڑوسی ممالک کی بہ نسبت جانی نقصان کم ہوا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی اور خصوصی عنایت پر سراپاسپاس گزار ہیں جبکہ ہم نے اپنے آپ کو اس وبا کالقمۂ تر بنانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا ۔ہم نے ماہرین کے مشوروں کو کوئی خاص اہمیت دی نہ اس موقع پر متاثرین کے دکھ درد کو محسوس کیا جن دواؤں کے استعمال سے کرونا مریضوں کو فائدہ پہنچنے کا اندازہ ہوا ہم نے انہیں آناً فاناً بلیک مارکیٹنگ کرکے مجبوروں کی جیب پر ڈاکہ ڈالا اور دولت اینٹھنے کا ذریعہ بنالیا۔ تین ہزار روپے والی انجکشن کو سات لاکھ میں فروخت کیا گیااور اشیائے صرف کی ذخیرہ اندوزی کے گھناونے فعل کے ذریعے غریبوں کے لیے جینا دوبھر کردیایوں ہم نے قہروغضب واحد القہار کو دعوت دی لیکن اس نے اپنے بے پایاں لطف ومہربانی اور رحم وکرم گستری کے ذریعے ہمیں اب تک اس وبا سے بچا کر رکھا ہوا ہے گویا اس نے:

دوستان را کجا کنی محروم　　　　تو کہ با دشمنان نظر داری

اس وبا سے نمٹنے کے لیے حکومت عالیہ نے نیشنل کنٹرول آف کرونا(NCOC) کے نام سے ایک قومی تنظیم قائم کی تھی اس نے وطن عزیز میں کرونہ وبا کو شکست دینے کی نوید سنائی ہے آج 29 اگست کی خبر کے مطابق مورخہ 28 اگست کے دن صرف ایک مریض جان بحق ہوئے ہیں۔ NCOC نے عالمی سطح پر مروج SOP پر عمل کرنے کو ضروری قرار دیا ہے اور یہ وارننگ دی ہے کہ احتیاط نہ کرنے کی صورت میں حالات دوبارہ بگڑ سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ بہت سے ممالک میں کرونہ کی لہر ختم ہونے کے بعد دوبارہ لوٹ آئی ہے۔ NCOC کی تنبیہہ کے باوجود ہماری اجتماعی غفلت کا یہ عالم ہے کہ نہ ہم فیس ماسک استعمال کرنے کو تیار ہیں نہ پر ہجوم اجتماعات منعقد کرنے سے بچنے پر آمادہ۔ شادی بیاہ، فوتیتگی، اور محافل میلاد اور مجالس عزا کے موقعوں پر ہم بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرتے ہیں جن میں SOP کو مکمل نظر انداز کرتے ہیں ہمارا ہر عمل "آ بیل ہم کو مار" کے مترادف

ہے گویا ہمیں خود اپنی زندگی سے پیار ہے نہ دوسروں کی زندگی کی کوئی فکر! یہ طرز عمل نہایت افسوسناک ہی نہیں بلکہ من حیث القوم شرمناک بھی ہے"

قارئینِ کرام جن دنوں ہم نے یہ اداریہ لکھا تھا ان دنوں کرونہ وبا کی وطن عزیز میں تباہ کاریاں تقریباً ختم ہو گئی تھیں ہم سمجھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچا لی ہے لیکن افسوس اس کی دوسری لہر شروع ہو گئی اس دوران ہمارے علاقے میں گلگت بلتستان اسمبلی کی ۲۴ نشستوں پر انتخابات بھی ہوا جس کے دوران یہاں روز سیاسی جلسے ہوتے رہے سیاسی پارٹیوں نے زوردار طریقے سے انتخابی مہم چلایا جن میں لوگوں نے بے خوف وخطر شریک ہو کر ان انتخابی جلسوں کو کامیاب تو کر لیا لیکن ساتھ ہی کرونہ کی وبا کو پورے علاقے میں پھیلا دیا رہی سہی کسر حکومت اور پی ڈی ایم نے احتجاجی جلسوں اور جوابی جلسوں میں پوری کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وطن عزیز میں کروناوبا بے قابو ہوا چاہتا ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ اپنے اپنے مفادات کے قیدی اور اسیر تمام تر خطرات کھلی آنکھوں سے دیکھ کر بھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آرہے۔

نوائے صوفیہ کے قارئینِ گرامی، حکومتی ارکان اور پی ڈی ایم سے وابستہ اپوزیشن جماعتوں سے ہماری درخواست ہے کہ خدا کے لیے ہوش کے ناخن لو! اور وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ تم ہلاکت میں ہاتھ مت ڈالو" کے تحت خود کو اور پوری قوم کو ہلاکت میں ڈالنے سے باز آؤ۔ ہجوم بنا کر جلسے کرنا جن میں عوام کالانعام کا شرکت کرنا سوائے اجتماعی خودکشی کے کچھ نہیں ہے۔

لہذا ہماری درخواست ہے کہ اب تک کے مشاہدات، معائنات اور تجربات سے یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ اس سے بچ کر رہنے کا واحد ذریعہ احتیاط ہے اور وہ ہے بوقت ضرورت ماسک کا استعمال اور سماجی فاصلہ۔ اگرچہ یہ انفرادی ہو تو بھی فائدے سے خالی نہیں لیکن اگر اجتماعی ہو تو اس کے فوائد بہت ہی دور رس، دیرپا اور ہمہ گیر ہوں گے جن سے نہ صرف ہم خود مستفید ہوں گے
بلکہ آنے والی نسلیں بھی یقیناً مستفید ہوں گی۔

گلگت بلتستان میں خدا خدا کر کے الیکشن کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔ اعصاب شکن انتخابی جنگ کے بعد جیتنے والے حلف بھی لے چکے ہیں اور حکمران کابینہ کی تشکیل بھی حسب سابق بندر بانٹ کے سنہرے اصول کے عین

مطابق مکمل کر چکی ہوگی صورت حال سے یہی واضح ہوتا ہے کہ کابینہ کے ارکان کا چناو علاقے کی زمینی حقائق کے مطابق نہیں بلکہ پریشر گروپوں کے پریشر کے عین مطابق ہوئی ہے۔اگلا پانچ سال

وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

کے مطابق کٹ جائے گی پھر باری کے انتظار میں بیٹھی پارٹی اس کی جگہ لے گی۔

ہم نے لکھا تھا کہ وطن عزیز کی پارٹیاں اپنے مقامی امیدوار کو ٹکٹ، پارٹی کے چند پوسٹر اور جھنڈیاں دے کر میدان میں اتارتی ہیں چنانچہ مقامی امیدوار کو 5 لاکھ سے 80 لاکھ روپے خرچ کرنا پڑتا ہے۔اس دفعہ وطن عزیز کے قائدین نے بھرپور طریقے سے انتخابی مہم چلا کر اور عالمی سطح پر علاقے کو فوکس کر کے جو عزت دی ہے، وہ قابل تحسین ہے اس کے لیے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

حسب سابق علاقے کے ووٹروں نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق اپنا ووٹ استعمال کیا جیتنے والے جیت گئے اور ہارنے والوں نے حسبِ سابق دھاندلی کے الزامات لگا کر اپنے ناکامی کی بھڑاس نکالی یہ بھی انتخابی عمل کا حصہ ہے اس لیے اس کو یہاں تک رہنے دینا چاہیے اور جن کے پاس دھاندلی کے ثبوت ہوں انہیں انتخابی ٹریبونلز میں لے جانا چاہیے جلاؤ گھیراؤ کی سیاست سے اجتناب ہی میں سب کی بھلائی ہے۔کیونکہ یہاں جلاؤ گھیراؤ کی سیاست نے علاقے کو فائدہ کی بجائے ہمیشہ نقصان ہی پہنچایا ہے نیز مشکل سے یہاں فرقہ وارانہ امن وسکون قائم ہوا ہے، جلاؤ گھیراؤ کی سیاست

میں ان کوششوں پر پانی پھر سکتا ہے۔

الیکشن سے پہلے اور دوران تمام پارٹی راہنماؤں نے خوب سبز باغ دکھائے بلند بانگ وعدے اور دعوے کیے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے خوب جھوٹ بولے اور جھوٹے الزام لگائے۔مقامی تقدس مآب مذہبی قائدین کی خدمت میں حاضری دے کر انہیں شیشے میں اتارنے کی کامیاب کوششیں کیں ہم موجودہ سیاست کو سیاست نہیں بلکہ سیاست بازی سمجھتے ہیں اور اسے گندگی کا ڈھیر اور نجاست کی جوہڑ سمجھتے ہیں چنانچہ ہم اس سے ایک فاصلے پر رہتے ہیں ہماری مذہبی قیادت سے بھی گزارش ہے کہ وہ اس گند کو سمجھ لیں اور نہ صرف خود اس میں گرنے سے بچیں بلکہ اپنے معتقدین کو بھی بچائیں اسی میں مسلک کا بھلا ہے۔حالیہ انتخابی مہم کے دوران مرکزی

لیڈروں کی حاضری سے ان کی رعونت میں اضافہ ہوا اور ان کے معتقدین میں ان کا رتبہ اور بھی بلند ہوا چنانچہ انہوں نے اچھے خاصے پرانے تجربہ کار امیدواروں کی بجائے نئے امیدواروں کو جتوانے میں اہم کردار ادا کیا۔اب آپ دیکھیں گے کہ ان کے وعدے کیا ہوتے ہیں؟ہمیں یقین ہے کہ وہ ان وعدوں کو جوتی کی نوک پر رکھیں گے کیونکہ ان کی ساری تگ ودو اپنے ذاتی مفادات کے لیے ہوتی ہے جبکہ عوامی اور قومی مفادات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

سیاسی صورت حال کے سلسلے میں ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ ”گلگت بلتستان میں زمینی حقائق ہی فرقہ پرستی کے عین مطابق ہے دیامر سے سنی، سکردو وکھرمنگ سے شیعہ، گانچھے سے نوربخشی، ہنزہ سے اسماعیلی کے سوا کسی اور فرقے کے آدمی کا جیتنا ناممکنات میں سے ہے۔“ ہماری پیشگوئی کے عین مطابق نتیجہ نکلا۔

ہمیں افسوس اس بات پر ہے کہ جو آزاد امیدواراں الیکشن جیت چکے ہیں انہوں نے حکمران پارٹی جوائن کرنے میں زیادہ پھرتی دکھائی جس کی وجہ سے ان کی سیاسی قدر وقیمت کو سخت نقصان پہنچا ایسا لگتا تھا کہ ان کا مقصد صرف اور صرف جیتنا ہے۔

اندریں حالات نوائے صوفیہ مختلف عناصر سے یہ گزارشات کرنے میں حق بجانب ہے:

عوام الناس تمام انتخابی رنجشوں کو بھول کر آپس میں شیر وشکر ہو جائیں۔

جیت جانے اور ہار جانے والے امیدواراں انتخابی تلخیوں کو بھول جائیں۔

علاقے کو ترقی دینے اور حکام بالا تک علاقے کے مسائل پہنچا کر حل کرنے میں ایک دوسرے کا دست وبازو بنیں۔

حکومت گلگت بلتستان کی نئی حکومت سے گزارش ہے کہ:

۱۔ وہ گلگت بلتستان کو امن وسکون کا گہوارہ بنائیں۔

۲۔ پورے صوبے کو ہمہ جہت ترقی کی شاہراہ پر گامزن کریں۔

۳۔ کسی ایک علاقے یا گلگت وسکردو کی بجائے پورے علاقے کی یکساں ترقی کو ہداف بنائیں۔

۴۔ کسی بھی خطے، کسی بھی مذہبی گروہ اور کسی بھی سیاسی جماعت کو امن اور ترقی میں رخنہ ڈالنے کی اجازت نہ

دیں۔

۵۔ تعلیم، صحت عامہ اور رسل ورسائل کو باقی تمام پر فوقیت دیں۔

۶۔ سیاحت کی ہمہ جہت فروغ کے ذریعے علاقے سے بے روزگاری میں کمی لائیں۔

۷۔ سرکاری محکموں میں موجود خالی اسامیوں کو پر کریں بلاضرورت ہر قسم کی بھرتی پر قدغن لگائیں۔

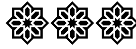
۸۔ مقامی اور غیر مقامی آفیسران کی تفریق کو ختم کریں جو مقامی افسران کام کرنے کی جرات نہ کرے، انہیں سبکدوش کریں۔

۹۔ حکومتی اخراجات کو کنٹرول کریں۔

۱۰۔ پچھلی حکومتوں نے تمام اضلاع میں چیف منسٹر آفس، ڈویژنل سطح پر وزراکے خصوصی سیل بنارکھے ہیں ان کا کوئی جواز نہیں انہیں فی الفور ختم کریں۔

۱۱۔ تجربہ کار اور بے داغ کردار کے مالک آفیسران کے ذریعے کرپشن، بدانتظامی اور کام چوری پر قابو پانے کی کوشش کریں۔

۱۲۔ نئ اور لکژری گاڑیوں پر پابندی لگائیں خود احتسابی عمل پر کاربند ہو ملکی قوانین کا احترام کریں۔



القرآن

تفسیر نجم القرآن

حضرت شیخ علاوالدولہ سمنانیؒ
ترجمہ: مولانا علی محمد ہادی

گزشتہ سے پیوستہ

رکوعاتھا ۲ | سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ | اٰیاتھا ۴۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نہج خطاب

اے طور پر ظہور پانے والے نور، علم کتابِ مسطور، حکمتِ رقِ منشور، حقیقت بیت المعمور، سقفِ مرفوع پر جلوہ افروزیِ حقِ مشکور اور رازِ باطلِ بحرِ مسجور کے طالب! تُو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ہی وجود میں یہ لطائف ودیعت کر رکھے ہیں تاکہ تُو ان کے اسرار کو جان لے، تجھے قبر میں خوشی و راحت ملے اور حشر و نشر کے بعد ان حور و غلمان کی صحبت کی نعمت ملے جو جنت میں معرفت کی مسہریوں پر ٹیک لگائے ہوں گے۔

طور کیا ہے؟

تو یقین کر کہ عالم انفس میں تیرا بدنِ قالبی ہی طور ہے، تیرا سرّ ہی کتابِ مسطور ہے، تیرا دل ہی رقِ منشور ہے، تیری روح ہی بیت المعمور ہے، تیرا لطیفۂ خفی ہی سقفِ مرفوع ہے اور تیرا نفس ہی بحرِ مسجور ہے۔ حق تعالیٰ عالم آفاق کی موجوداتِ خارجیہ کی قسم کھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِىۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾ وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾

قسم ہے طور کی، کھلے ورق میں لکھی ہوئی کتاب کی، فرشتوں کی تسبیح سے آباد گھر کی، اونچی اٹھائی گئی چھت کی، اور جوش دیے ہوئے سمندر کی۔

تفسیرِ بطن: خارجی دنیاعالم انفس کی مِلک ہے جیسے عالم آفاق حق تعالیٰ کی صفتِ ظاہریت کا مظہر ہے۔ ایسے ہی عالم انفس حق تعالیٰ کی صفتِ باطنیت کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب و شہادت دونوں کا جاننے والا ہے اور اس کے

لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی ظاہریت اور باطنیت کے مظاہر کی قسم کھائے۔ جس طرح خارجی دنیا کے طور کا تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسی طرح تیرے بدنِ خاکی سے باہر کی ہر چیز کا ایک الگ جہاں ہے۔ ان کے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہے، لہٰذا کسی ایسے طور کا تعین کر جو عالم آفاق سے نکلنے کے بعد بھی تیرے ساتھ ساتھ رہے۔ وہ

تیرے بدنِ قالبی کا ہی طور ہے جو حشر و نشر کے بعد بھی یا تو جنت کے نعمت کدے میں مزے اڑاتے ہوئے، یا دوزخ کے عقوبت خانے میں سزا بھگتتے ہوئے تیرے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ تو آج کوشش کر کہ تیرا یہ قالبی طور نورانی ہو، ظلمانی نہ ہو، تاکہ برزخ کی زندگی میں تیری قبر روشن ہو، تاریک نہ ہو۔ اگر آج تیرا طور درخشاں اور تاباں نہ ہوا اور شہوت، غضب اور تکبر کی آگ سے جوش مارتے ہوئے نفسانی خواہشات کے سمندر میں ذکر کے پانی، ریاضت کی برف اور اخلاق حمیدہ کے اولوں سے ٹھہراؤ نہ آئے تو یقین کر کہ:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے۔

تفسیرِ بطن: ہر لطیفہ کا اپنا مخصوص عذاب ہے، جو دوسرے لطیفے کا نہیں اور سخت ترین عذاب ذلتِ حجاب کا عذاب ہے، جس کے واقع ہونے کے بعد کوئی ہٹانے والا نہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿٨﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿٩﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾

اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ جس دن آسمان لرز کر پھٹ پڑے اور پہاڑ تیز تیز چلنے لگیں۔

تفسیرِ بطن: اس عذابِ حجاب کے ہٹانے کا سالک کے پاس کوئی چارہ نہیں ہو گا، خصوصاً اس دن جب سالک روح قبض کرنے والی قوتِ قابضہ کا مشاہدہ کرے گا جو عزرائیل سے عبارت ہے۔ یہ اس کی روحانی قوتوں کو جو کہ اس کی رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہیں، قبض کرے گا اور لطیفۂ حیاتیہ کو جو کہ صفاتِ روحانیہ کی خصوصیات میں سے ہے، اس کے وجود کے ذرات سے کھینچ لے گا۔

فَوَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ۝١١ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ خَوۡضٍ يَّلۡعَبُوۡنَ ۝١٢

پس تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے، جو اپنے خیالوں میں کھیل رہے ہیں۔

تفسیر بطن: یعنی وہ آلائشِ دنیا کے گہرے سمندر کی پہنائیوں میں غوطے کھا رہے ہیں اور اس کے باطل بلبلوں اور متاعِ قلیل سے کھیل رہے ہیں۔ چونکہ وہ فنا ہونے والی دنیا اور اس کے اسبابِ غرور میں مشغول ہیں اور باقی رہنے والی آخرت جو کہ دار السرور ہے، سے غافل ہیں اس لیے وہ ان لطائف (انبیاء) کو جھٹلا رہے ہیں جو آلائش سے پاک ہیں، انوار سے آراستہ ہیں اور ان کو خوشخبری اور ڈراوئے سے لیس کر کے ان کی جانب بھیجا ہے۔

يَوۡمَ يُدَعُّوۡنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝١٣ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ۝١٤

اس دن انہیں دھکے دے دے کر دوزخ کی جانب دھکیلا جائے گا۔ (اور ان سے کہا جائے گا کہ) یہ وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

تفسیر بطن: یعنی تم اپنی طرف بھیجے گئے ان لطائف کو جھٹلاتے ہو جو تمہیں حق کی جانب بلاتے ہیں، پس تمہیں اسی آگ میں جھونک دیا جائے گا جو تمہارے اندر موجود تھی، اسے تم نے ہی بھڑکایا ہے اور اپنے حسد، کینہ، تکبر، غصہ اور بغض و عداوت سے سلگایا ہے اور اس کے لیے درہم و دینار، مال و جائیداد اور مویشیوں جیسے اسبابِ دنیوی کا ایندھن اکٹھا کیا ہے۔ پس اس سارے ایندھن سے تیار کی ہوئی آگ سے تمہاری پیشانیوں اور پہلوؤں کو داغا جائے گا۔

اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ اب بھلا کیا یہ جادو ہے؟

تفسیر بطن: یعنی جس آگ کی طرف جہنم کے داروغے تمہیں سختی سے دھکیلے دیتے ہیں اور تم سے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ وہ آگ ہے جس کو تم دنیا میں آنکھوں سے اوجھل ہونے کی وجہ سے جھٹلایا کرتے تھے، حق کا ڈر سنانے والے لطائف کا بھرپور انکار کیا کرتے تھے اور دعوتِ حق کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اب آج تمہاری آنکھ سے پردہ اٹھا دینے کی وجہ سے تم اسے کھل کر دیکھ رہے ہو اور اسے جادو سمجھ رہے ہو جس کی کوئی حقیقت نہیں یا یہ کہ تمہاری آنکھوں پر جادو کا اثر ہوا ہے۔

اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾

یا تم واقعی دیکھ نہیں رہے ہو۔ اس میں داخل ہو جاؤ۔ پس تم صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے برابر ہے۔ بے شک تمہیں اسی کی جزا دی جائے گی جو تم کیا کرتے تھے۔

تفسیرِ بطن: یعنی تم اس آگ میں داخل ہو جاؤ جسے تم نے جلایا ہے اور اسے ایندھن ڈال ڈال کر بھڑکایا ہے۔

"فَاصۡبِرُوۡۤا" کا امر طنز و استہزاء کے طور پر ہے اور

"اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا" ایسا کلام ہے جو عموماً مجرمین کی حالت سے بے اعتنائی برتنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ تم اس پر صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے برابر ہے کیونکہ اس آگ سے تمہارا نکلنا جسے تم نے دنیا میں جلایا ہے، محال ہے۔ یہی تمہارے عمل کی جزا ہے، جس کے تحت تم نے ایندھن اکٹھا کیا، آگ جلانے کی جدوجہد کی اور ہوس کی ہوا دے دے کر اسے خوب بھڑکایا۔

اہلِ تقوٰی کا ٹھکانا

بے شک تقوٰی والے جو اسبابِ دنیا سے دُور رہے اور ہر اس شے سے جس کو حق تعالیٰ نے ان چیزوں میں شمار کیا ہے جنہیں شیطان نے انسان کے آگے خوب سجا کر پیش کیا ہے، بچے رہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الۡبَنِيۡنَ وَ الۡقَنَاطِيۡرِ الۡمُقَنۡطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الۡفِضَّةِ وَ الۡخَيۡلِ الۡمُسَوَّمَةِ وَ الۡاَنۡعَامِ وَ الۡحَرۡثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ ۞ قُلۡ اَؤُنَبِّئُكُمۡ بِخَيۡرٍ مِّنۡ ذٰلِكُمۡ ؕ لِلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا (آل عمران: ۱۴-۱۵)

لوگوں کے لیے عورتوں، بیٹوں، ذخیرہ کیے ہوئے سونا چاندی کے ڈھیروں، نشان لگائے ہوئے گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتوں کی چاہت و محبت خوب سجائی گئی ہے۔ یہی دنیوی زندگی کے اسباب ہیں جبکہ اللہ کے ہاں اچھے انجام کی جگہ موجود ہے۔ کہہ دیجیے کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز کی خبر نہ دوں؟ جو اللہ نے اہلِ تقوٰی کے لیے تیار کر رکھی ہے۔ وہ جو ان اسبابِ دنیوی سے، خواہشات، غصہ، تکبر اور حسد کی آگ سے بچے رہے وہ اپنے پروردگار کے ہاں بہشتِ بریں میں ہوں گے۔ چنانچہ اسی سورۃ طور میں ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ وَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾

بے شک تقوٰی والے باغات اور نعمت کی جگہوں میں ہوں گے جو کچھ ان کے رب نے انہیں دے رکھا ہے وہ اس پر خوش ہوں گے اور ان کے رب نے انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔

تفسیرِ بطن: "اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ" بے شک تقوٰی والے باغات اور نعمت کی جگہوں میں ہوں گے جو کچھ ان کے رب نے انہیں دے رکھا ہے وہ اس پر خوش ہوں گے۔

یہ وہ نفع بخش علم ہے جس نے انہیں خواہشات کی پیروی کرنے اور اخروی زندگی میں جہنم کا ایندھن بننے والے دنیوی اسباب اکٹھا کرنے کے کھیل تماشوں سے بچا کر تقوٰی اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔

"وَ وَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ" اور ان کے رب نے انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔

یعنی علم نافع کے ذریعے انہیں آگاہی دی، پھر انہیں عذاب سے بھی بچا لیا۔ علم کے ذریعے اپنے آپ کو عذاب سے بچانے کی توفیق اس لیے دی کہ وہ اس بات کی کوشش کریں کہ وہ خواہشات، غصہ اور تکبر کی آگ کو ذکر، ریاضت اور اخلاقِ حمیدہ کے پانی، برف اور اولوں سے بجھا کر ٹھنڈا کریں۔

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ رچتا سہتا کھاؤ پیو اس عمل کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔

تفسیرِ بطن: یعنی لطیفۂ نفسیہ کی مخصوص معرفت کے پھل کھاؤ اور لطیفۂ قلبیہ کے مخصوص چشموں سے پانی پیو۔ ان پھلوں اور پانیوں میں رچائی کا وصف ان نیک اعمال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو ظاہری اعضاء و جوارح سے بجا لاتے ہیں اور اس اخلاص و سچائی کی بنا پر ہے جو قلب سے مخصوص ہے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾

قطاروں میں برابر بچھے ہوئے تختوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے اور ہم نے ان کو خوبصورت آنکھوں والی حوریں بیاہ دیں۔

تفسیرِ بطن: "**مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ**" قطاروں میں برابر بچھے ہوئے تختوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔

کیونکہ وہ مشاہدۂ انوار کے موقعوں پر اپنے اسرار و واردات کو برابر رکھتے ہوئے راحت و طمانینت سے جمے رہے۔

القرآن

تفسیر جامع التنزیل والتاویل

شیخ حسام الدین بدلیسی نور بخشیؒ

ترجمہ: مولانا علی محمد محمدیؔ منہاجین

گزشتہ سے پیوستہ

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ (سورت الحجر: آیت ۲۹)

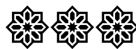
پھر جب میں اس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں۔

اہم گزارش

ہم قارین نوائے صوفیہ سے انتہائی معذرت ہے اس شمارے میں کچھ تیکنیکی مسائل کی وجہ سے تفسیر جامع التنزیل والتاویل شایع نہیں ہو سکا۔ انشاء اللہ اگلے شمارے میں دیا جائے گا۔

ادارہ نوائے صوفیہ ای ایڈیشن

(جاری ہے)



فقہ

شرح فقہ احوط

مفتی علی محمد ہادی

گزشتہ سے پیوستہ

یہی ستم ظریفی قرآن حکیم کے ساتھ بھی روا رکھی ہے جب کہ قرآن کریم بار بار دعوت تذکرہ دیتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ:۔
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ (القمر: ۴۰،۳۲،۲۲،۱۷) یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے بہت آسان بنادیا ہے۔ کوئی نصیحت پکڑنے والا۔

قَالَ اللهُ تَعَالىٰ! إِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○ (سورۃ البقرۃ الآیۃ 222)

قَدَّمَ التَّوبَةَ عَلَى التَّطَهُّرِ لِاَنَّهَا طَهَارَةٌ بَاطِنِيَّةٌ حَقِيقِيَّةٌ وَهٰذِهِ طَهَارَةٌ ظَاهِرِيَّةٌ مَجَازِيَّةٌ فَعَبَّرَ بِالتَّطَهُّرِ عَنْهَا.

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ گزاروں سے محبت کرتا ہے اور پاک و صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے "تَطَهُّر" پر "توبہ" کو مقدم رکھا کیونکہ توبہ باطن کی پاکیزگی کی وجہ سے حقیقی پاکی ہے جبکہ "تَطَهُّر" ظاہر کی پاکیزگی کی وجہ سے مجازی پاکی ہے۔ چانچہ اس مجازی پاکی کی تعبیر "تَطَهُّر" سے کی ہے۔

تشریح: آیت مذکورہ کے سیاق وسباق میں دو باتوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے۔

(الف) حالت حیض میں عورتوں سے الگ تھلگ رہنا اور جب تک غسل کر کے پاک وصاف نہ ہو جائیں ان سے جنسی رابطہ قائم نہ کرنا۔

(ب) جب جنسی رابطہ قائم کرو تو فطری راستہ اختیار کرو۔ فطری راستہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کھیتی قرار دیا ہے۔ اس میں جب نسل انسانی کا بیج ڈالا جائے تو اولاد پیدا ہو۔

ان دونوں باتوں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ حالت حیض میں عورتوں سے مقاربت اور جنسی رابطہ کی صورت میں

غیر فطری راستے کا استعمال نہ صرف طبی لحاظ سے انسان کے لیے باعث اذیت ہے بلکہ جسمانی، اخلاقی اور روحانی طور پر بھی ناپاکی اور بیماری کا موجب ہے۔ ان دونوں صورتوں کو اللہ تعالیٰ نے غیر شرعی عمل قرار دیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے ظاہر و باطن کو پاک رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ○ (سورۃ البقرۃ الآیۃ222)

یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے واوں کو دوست رکھتا ہے اور پاک وصاف رہنے والوں کو چاہتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے دو حصے ہیں:۔(۱) توبہ (۲) طہارت

یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے محبوب عمل ہیں۔ نیز توبہ کو اوّلی جب کہ طہارت کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ اسی اولیت و ثانویت کو حضرت میر سید محمد نوربخش قدس اللہ سِرّہٗ نے باطنی حقیقی اور ظاہری مجازی کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

شریعت مصطفوی ﷺ کی حکمت وفلسفہ:

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی شریعت پُرنور کی حکمتوں میں سے ایک اہم مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک وصاف دیکھنا چاہتا ہے۔ جب انسان اپنے ظاہر و باطن کو حقیقی و مجازی نجاستوں سے پاک کرلیتا ہے تب وہ بارگاہ قرب الٰہی میں رسائی پانے کا اہل ٹھہرتا ہے اور اس کے دل کے آئینہ پر حق تعالیٰ کے جلال و جمال اور کمال کی تجلّیات کا عکس پڑتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا (الفلاح لاھل الصّلاح۔ سمنانی)

ترجمہ: یقیناً اللہ پاک ہے۔ پاک کے سوا کچھ قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے اسی قبولیت کو "یُحِبُّ" کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔

متن

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (المائدة:۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے ارادے سے اٹھو تو تم اپنے چہروں کو اور کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھولو۔ اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں سمیت پیروں کو (دھولو) اور اگر تمہیں جنابت لاحق ہے تو (غسل کرکے) خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو (اور تمہارے لیے پانی کا استعمال نقصان دہ ہے) یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلا جا کر آئے (اس وجہ سے اسے حدث اصغر لاحق ہوا) یا تم نے عورتوں سے مباشرت کرلی پھر تمہیں پانی میسر نہیں آیا تو تم پاک مٹی سے تیمم کرلو سو اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ اللہ تعالیٰ (غسل، وضو اور تیمم کے ان احکام کے ذریعہ) تم پر کچھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔ ہاں، وہ یہی چاہتا ہے کہ تمہیں پاک و صاف کرے۔ تم پر اپنی نعمت پوری کرے اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

تشریح: راقم نے آیت مبارکہ کے ترجمہ میں حضرت میر مختار اخیارؒ کی سراج الاسلام شرح الفقہ الاحوط کے تشریحی نوٹ کو مد نظر رکھا ہے۔ آپؒ نے اس آیت کی صوفیانہ اشاری تفسیر حضرت میر نجم الدین دایہ رازیؒ کی بحر الحقائق و المعانی جسے تاویلات نجمیہ اور نجم القرآن کے نام بھی دئے جاتے ہیں۔ فارسی ترجمہ کے ساتھ یوں نقل کی ہے۔

"صاحب بحر الحقائق فرمودہ کہ معنی آیہ بزبان اھل اشارت آنست کہ چوں بر خیزید از خواب غفلت متوجہ شوید بنمازی کہ معراج شما است در رجوع بمقام قرب پس روئہائ خود را کہ

بداں توجه بدنیا کرده اید بشوید بآب توبه و استغفار و دستها را پاك سازید از تمسك بعلائق دارین و تعلق بما فی الکونین و مسح کنید سر ها را یعنی بذل کنید نفسها را در راه حق و پائها را از طین طینت و قیام بآں نیت غسل دهید و اگر شما را جنابت رسیده است از التفات بغیر ما پس پاك سازید نفوس را از معاصی و دل ها را از رویت طاعات و اسرار را از ملاحظه اغیار و ارواح را از آثار آرامش بغیر ما و سرّ را از لوث وجود که آلودگی ازاں کثیف تر نیست که" ذَنْبٌ لَا يُعَادِلُهُ ذَنْبٌ"

صاحب بحر الحقائق فرماتے ہیں کہ اہل اشارت کی زبان میں آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب تم خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ تو تم اس نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ جو مقام قرب کی طرف رجوع کے حوالہ سے تمہاری معراج ہے۔ سو تم ااپنے چہروں کو جن کو تم نے دنیا کی طرف کیے رکھا ہے توبہ و استغفار کے پانی سے دھولو، دارین کی آلائشوں کا تمسک اور کونین میں موجود چیزوں سے تعلق کی بناء پر آلودہ ہونے والے ہاتھوں کو پاک کرو اور سروں کا مسح کرو یعنی راہ حق میں جانی قربانی پیش کرو۔ خاک طینت سے آلودہ اور انانیت پر قائم رہنے والے پیروں کو دھولو اور اگر غیر اللہ کی جانب التفات کی وجہ سے تمہیں جنابت لاحق ہو چکی ہے تو نفوس کو معاصی سے، دلوں کو طاعت و عبادت بینی سے، اسرار کو ملاحظہ انانیت سے، ارواح کو غیر اللہ کے ساتھ آرام پانے کے آثار سے اور سرّ کو لوث وجود سے پاک کرلو۔ جان لے کہ لوثِ وجود سے بڑھ کر کوئی شئ گندی نہیں کیونکہ یہ ایسا گناہ ہے کہ اس کے برابر کوئی گناہ نہیں۔

سراج الاسلام سے فارسی عبارت اور اس کا اردو ترجمہ دیکھنے کے بعد صاحب بحر الحقائق کی اپنی عربی عبارت ملاحظہ کیجیے۔

(إِذَا قُمْتُمْ) من نوم الغفلة و انتبهتم من رقدة الفرقة (إِلَى الصَّلٰوةِ) هیَ معراجکم للرجوع إلی مقام قربکم کما قال الله: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ(فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ) الّتی توجهتم بها الَی الدنیا و لطختموها بالنظر إلی الاغیار بمآء التّوبة و الإِسْتِغْفَار و اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ای: (وَ امْسَحُوْا

بِرُءُوْسِكُمْ) ببذل نفوسكم (وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ) ۔ ای: واغسلوا ارجلكم عن طين طينتكم والقيام بانانيتكم (وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا) بالتفات الى غيرنا (فَاطَّهَّرُوْا) امّا النفوس عن المعاصى والقلوب عن رؤية الطاعات والاسرار عن رؤية الاغيار والارواح عن الاسترواح بغيرنا والسّرّ عن لوث الوجود۔ (التاویلات النجمیہ جلد ۲ ص ۲۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس آیت کریمہ کے پانچ اہم حصے ہیں:۔

۱۔اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ (جب تم نماز کے لیے اٹھے)

بظاہر آیت سے یہ معنی ذہن میں آتا ہے کہ جو بھی شخص چاہے وہ باوضو ہو یا بے وضو، جب وہ نماز کے ارادے سے اٹھتا ہے تو اس کے ذمّہ وضو کرنا واجب ہے جبکہ وضو کرنا صرف اس شخص پر واجب ہے جو بے وضو ہے۔ چنانچہ اجماعِ اُمت کی بنا پر آیت کی تاویل "اِذَا قُمْتُم اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنْتُمْ مُحْدِثُوْنَ" کے ساتھ کی ہے۔

اس تاویل کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آیت کریمہ میں یہ قرینہ موجود ہے کہ وضو کرنا صرف اس شخص پر واجب ہے جو بے وضو ہے۔ وہ قرینہ یہ ہے کہ تیمم وضو کا بدل اور قائم مقام ہے۔ آیت میں وجوب تیمم کے لیے وجود حدث کی قید لگائی ہے جب قائم مقام کے لیے حدث شرط ہے تو اصل کے لیے بھی حدث کا وجود شرط ہو گا۔

نیز وضو چھوٹی طہارت ہے غسل بڑی طہارت ہے۔ جب "وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا" سے یہ عیاں ہے کہ وجوب غسل کے لیے وجود حدث شرط ہے۔ لہٰذا طہارت صغریٰ کے وجوب کے لیے بھی وجود حدث شرط ہو گا۔

اس حقیقت کی تائید سنت نبوی ﷺ سے بھی ہوتی ہے کہ فتح مکہ کے روز آ ﷺ نے پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا:۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: صَنَعْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ۔ یعنی اے اللہ کے رسول! آج آپ نے وہ کام کیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں کرتے تھے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

عَمَدًا فَعَلْتُهُ يَا عُمَرُ! یعنی اے عمر! میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے۔

نیز احادیث میں موجبات وضو کی وضاحت کے ساتھ ذکر ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر قائم الی الصّلوٰۃ پر وضو واجب نہیں۔ صرف محدث پر وضو واجب ہے۔

(۲) آیت کا دوسرا حصہ "فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ" ہے۔

اس حصہ میں وضو کے احکام کا بیان ہے۔ ان کا تفصیلی تذکرہ فقہی عبارات کے ذیل میں ہو گا۔

(۳) "وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا" اس حصہ میں غسل کا ذکر ہے۔ فقہ احوط کی عبارات کے ذیل میں اس پر تفصیلاً گفتگو ہو گی۔

(۴) وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط

اس میں اس حقیقت کا بیان ہے کہ تیمم وضو اور غسل کا بدل ہے۔ مواقع تیمم اور کے احکامات پر فقہی عبارات کے ذیل میں بحث ہو گی۔

(۵) مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ آیت کے اس پانچویں حصہ میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین پر کچھ تنگی کرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ دین میں تنگی "حرج" نہیں چاہتا۔

"حرج" اصل میں دو چیزوں کے ملنے کی جگہ کو کہتے ہیں جس میں گنجائش کی کمی ہو اور تنگی پائی جاتی ہو۔

اس لیے قرآن پاک میں "حَرَجًا" کی تفسیر "ضَيِّقًا" سے کی ہے۔ چنانچہ قرآنی آیت ہے۔

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ (الانعام ۱۲۵)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے سینے کو ایسا تنگ کرتا ہے کہ قبول اسلام سے اس کا سانس پھول جاتا ہے۔ گویا کہ وہ بڑی دشواری کے ساتھ چڑھتے چڑھتے آسمان کی طرف جارہا ہے۔

(حرج) کے مقابلہ میں ''شرح'' ہے۔ گویا دل شاد ہو کر کسی فیصلے یا کسی حکم کو قبول کر رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی شان میں فرمایا کہ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الانشراح:۱)

یعنی کیا ہم نے تیرے سینے کو کشادہ نہیں کیا؟

الغرض ''حرج'' کا انگریزی میں ترجمہ (uneasiness) ہے۔ قرآن مجید میں حرج اثم یا ذنب، شک، ضیق کے معنوں میں آیا ہے۔

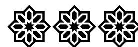
اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے وضو، غسل اور تیمم کے احکام میں کسی طرح کی تنگی نہیں رکھی ہے۔ دین اسلام کے کسی بھی حکم میں ''حرج'' نہیں رکھا ہے۔ چناچہ فرمایا ہے۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج:۷۸)

اللہ تعالی نے تمہارے واسطے دین میں کچھ بھی تنگی نہیں رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے:۔

''يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا'' یعنی تم آسانی پیدا کرو تنگی پیدا نہ کرو۔

(جاری ہے)



حدیث نبوی ﷺ

لاہوتی قوت اور روحانی توانائی

تحریر: غلام حسن حسنو

گزشتہ سے پیوستہ

(نوٹ :اس عنوان سے ایک حدیث نبوی ﷺ ،اس کا اردو ترجمہ، تخریج اور تشریح پیش کی جاتی ہے۔)

ایک حدیث نبوی میں رسول اللہ ﷺ

لَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبُّہٗ فَاِذَااَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعُہٗ سَمْعُہٗ وَ بَصَرُہٗ وَ یُدہٗ وَ رِجْلُہٗ وَلِسَانُہٗ فَبِیْ یَسْمَعُ وَ بِیْ یُبْصِرُ وَ بِیْ یَبْطِشُ وَ بِیْ یَمْشِیْ وَ بِیْ یَنْطِقُ۔

نوافل پڑھنے سے بندہ مجھ سے قریب ہوتا جاتاہے یہاں تک کہ میں اسے چاہتاہوں جب میں کسی کو چاہتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان بن جاتا ہوں پس وہ میری قوت سے سنتا، دیکھتا، کام کرتا چلتا اور بولتا ہے۔

یہ حدیث قدسی اسی طرح مکمل ،نامکمل اور تھوڑے فرق کے ساتھ مختلف صورتوں میں متعدد کتابوں میں نقل ہوا ہے دیکھئے۔

1. مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن رازص۹۸،
2. العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ ،
3. کنز العمال جلد اول ص۱۰۵،
4. اصول کافی جلدچہارم ص۵۳،
5. احیاء العلوم جلد چہارم ص۲۹۸،
6. قوت القلوب جلددوم ص۱۳۴،
7. صفوۃ الصفوۃ جلد اول ص۹،

8. مجموعہ رسائل ہمدانی جلد دوم،
9. رسالہ قدسیہ ص۱۸۰،
10. انسان نامہ ص۵۱،
11. مجموعہ رسائل نوربخشیہ ص۳۳۰، ۲۳۲، ۱۸۰، ۱۳۸،
12. برد الیقین ص۵۱۲، ۵۴۰۔

حدیث قدسی سے مراد ایسی حدیث ہے جسے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتا ہے۔ یعنی ایسا کلام جو ہے تو اللہ تعالیٰ کا مگر اسے رسول اللہ، اللہ سے بیان فرماتا ہے۔قرآن اور حدیث میں فرق یہ ہے کہ قرآن وحی ہوتی ہے جسے حضرت جبریل امین لے کر آتا ہے۔جبکہ حدیث قدسی وحی نہیں ہوتی بلکہ اسے رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے بیان فرماتے ہیں۔دوسرا فرق یہ ہے کہ قرآن حتمی اور یقینی ہے جبکہ حدیث ظنی ہوتی ہے۔

نوافل نفل کی جمع ہے اور اس کی اصل نفل ینفل سے ہے جس کا معنی زاید ،اضافہ اوربڑھوتری کے ہیں ۔مطلب یہ کہ لازمی اورواجبی چیز سے زیادہ اور اضافے کے لیے نفل بولا جاتا ہے۔مثلاً رمضان کے روزے فرض ہیں ان روزوں کے علاوہ اوردنوں میں روزہ رکھنا نفلی روزہ کہلائے گا۔

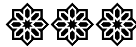
عام طورپر ہم فرض اور سنت کے بعد مزید کسی بھی نام سے کوئی بھی نماز پڑھنایا روزے رکھنا،یا حج کرنا نفلی عبادت سمجھتے ہیں ان کے سوا کسی اور نفل کا ہم میں کوئی تصور نہیں ہے۔ ہاں واقعی یہ نفلی عبادت ضرور ہیں لیکن نفل صرف عبادت تک محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے اس میں انواع واقسام کے تمام نیک اور صالح کام آجاتے ہیں مثلاً زکوۃ،فطرہ ادا کرنا فرض ہے۔مستحقین کی مدد کرنا بھی ضروری ہے ۔مختلف حاجتمندوں کی ضروریات پوری کرنا،مظلوموں کی مدد کرنا،نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا،جنایات سے بچنااور دوسروں کو بچانا،رفاہی کاموں میں

حصہ ڈالنا،اخلاق وکردار کو اخلاق حسنہ سے نکھارنا، اخلاق سیئہ کو حسنہ میں بدلنا اوراد ووظائف پڑھنا اورذکر الہٰی سے سرشار رہنا وغیرہ بے شمار نیکیاں ہیں جن میں حصہ لینا بھی نوافل کے زمرے میں شامل ہے۔

اس حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص نوافل ادا کرتا ہے ا للہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے کسی شخص سے محبت کرنے اور اس کو محبوب بنانے کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ بندہ نوافل ادا کرتے چلاجاتا ہے اس سے اس کا نفس کمزور سے کمزورترہوتا چلاجاتا ہے جبکہ روح روز بروز مضبوط وتوانا ہوتی جاتی ہے چنانچہ جس کے نتیجے میں اس کے اعضاءٔ وجوارح پر لاہوتی قوتیں حاوی ہو جاتی ہیں اوروہ روحانی توانائی سے بھر جاتے ہیں چنانچہ اب آنکھ تو بندے کی اپنی ہے مگروہ دیکھتا لاہوتی قوت سے ،ہاتھ اس کا اپنا ہے مگر کام خدائی قوت کرتی ہے چنانچہ وہ کبھی گناہ نہیں کرتا اگر اس سے کوئی بھول چوک ہوجائے تو فوراً متنبہہ ہوجاتا ہے اور توبہ واستغفار سے اس کی تلافی کر دیتا ہے۔

ہاتھ ہے ا للہ کا بندۂ مؤمن کاہاتھ

نوافل کی ادائیگی کے صلے اوربرکت میں وہ ا للہ تعالی کا محبوب بندہ بن جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو اس کے نفس کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑتا بلکہ ہر ہر مرحلے پر اس کی دستگیری کرتا ہے اس کی دعاوں،مناجاتوں کو قبول فرماتا ہے اس کو مشکلات وحوادث سے بچاتا ہے اوراپنے قرب میں جگہ عطافرماتا ہے۔



تراجم مخطوطات

بهجة الطائفه

حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسیؒ
ترجمہ: مولانا علی محمد محمدی منہاجین

گزشتہ سے پیوستہ

ایمان کی استقامت علم کی مخالفت کے مقابلہ میں موافقت کی حفاظت کرنا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: اَلْاِیْمَانُ عُرْیَانٌ وَّلِبَاسُهُ التَّقْوٰی ایمان برہنہ ہوتا ہے اور اس کا لباس تقوی ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: اَلْاِیْمَانُ قَیْدُ اُلْفَتِكَ۔ ایمان تیری الفت کا بند ہونا ہے۔

فصل ۴: حقیقتِ مسکنت

جو شخص بھی حقیقت کا ذوق رکھتا ہے، اس کی گردنِ بندگی میں عنایت و رعایت کا قلادہ ہے، اس کا باطن پاک و صاف ہو چکا ہے، اس کا ظاہر عیاں ہے، اس کی نگاہ عالمِ ملکوت کے ساتھ متحد ہوچکی ہے، اس کے خواطر (خیالات) حق تعالیٰ کی واردات کے ساتھ مربوط ہوگئے ہیں، اس کی حقیقت کھلے دشمن یعنی شیطانی وسوسوں کے القا سے خالص ہو گئی ہے، آنکھ کے لیے انوارِ بصیرت کے مادہ سے شہودِ شواہد مجسم ہو کر کھل جاتا ہے تو اس کی فراست صداقت کی حامل ہو جاتی ہے پھر صفات کی معرفت مسمات کے ساتھ متحقق ہو جاتی ہے اور یہ قلب کا حقیقت موانست کی لذت پانے کی وجہ سے ہے۔ زیادات کی روح سے ورودِ نفحات (سانسیں) کی گھڑی آنے کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ اَيَّامِ دَهْرِكُمْ لَنَفَحَاتٌ۔[1] بیشک تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانے کے دنوں میں سانسیں ہیں۔

چنانچہ اہلِ صفاء کے قلب کو ان حالات میں رب کی معیت سے وہ سکون و آرام ملتا ہے جو پانی میں مچھلی کے سکون و آرام سے بھی زیادہ ہے۔

قرآن مجید اور مقامِ اہلِ مسکنت

یہ ان اہلِ مسکنت کی صفت ہے جو محنت سے موسوم اور محبت سے مخصوص ہیں جنہوں نے اپنے سروں پر

1. قارن بصوم قلب فصل ۱۱، ص ۳۰ سطر ۲۔۳

قربت ومنت کا تاج رکھا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ[2]

تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے اوراس کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں تیری نگاہِ محبت ان سے نہ ہٹیں۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ اپنی محبت اور توجہ کی نگاہ ان پر ہمیشہ مبذول رکھیں تاکہ اللہ ان پر خلعت نازل فرمائے اور ان پر یہ مقصد آپ کی نگاہ فیض رساں کے ذریعے ہی پورا ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کی نظرِ کرم ہی ان کے دلوں میں غیوب کی بیج بو دیتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ آپ ﷺ اپنی نگاہِ کرم سے ان کا لحاظ فرمایئے اپنی فکر پاک سے انہیں محصور فرمایئے اپنی معرفت سے ان کا معائنہ فرمایئے اس لیے کہ اگر یہ لوگ آپ ﷺ کے تصرفِ معرفت کی نظر میں کسی مقام کے لائق ہوگئے تووہ میری خلعتِ ولایت کے قابل ہو جائیں گے اس لیے کہ آپ ﷺ طبیبِ اذہان ہیں اور آپ ﷺ ہی کے پاس تصرفِ عرفان کا مرہم ہے آپ ﷺ کی محبت اور توجہ میں ہوشیاری کے حصول اور غفلت کے خاتمہ کا راز ہے آپ ﷺ ہی میری امانت کے امین ہیں آپ ﷺ کی محبت اور توجہ ہی اہل ارادت کی پونجی ہے سو آپ ﷺ اپنی نگاہِ محبت و توجہ سے اہلِ ارادت تک میری امانت پہنچایئے یہ لوگ:

طلبِ ذوق میں آپ ﷺ کے جلیس اور حصولِ شوق میں آپ کے ہم نشین ہیں، ارادۂ الٰہی کے قیدی ہیں، راہِ مجاہدہ کے مصاحب ہیں ، فراقِ محبوب میں بھاگنے والے ہیں، وصالِ یار کے طالب، قربِ محبوب کے محتاج اور شرابِ طہور کے شیدائی و مجنون ہیں۔

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ[3] سو تیری محبت اور توجہ ان سے نہ ہٹیں۔

درحقیقت آپ ﷺ ہی میری سر اور وحی کا محل ہیں آپ ﷺ ہی کی نگاہِ محبت اور توجہ میں ہی میری

2. سورۃ الکھف آیت ۲۸

3. سورۃ الکھف آیت ۲۸

نظر کے سر کی تاثیر ہے پس جب آپ ﷺ میری نظر سے ان کی طرف نگاہ فرماتے ہیں تو میں انہیں اپنے بِرّ اور سرّ کی خلعت عطا فرماتا ہوں اسے آپ ﷺ ان کی طرف سرِ عزت اور نبوت کی نگاہ فرمایئے اور ان کے دلوں میں ولایت وہدایت کے سِر کی بیج بویئے ایسے کہ آپ ﷺ میرے تصرف کے ساتھ مخصوص ہیں آپ ﷺ کی صحبت سے ہی میری ولایت والے ولایت کے لائق ٹھہرتے ہیں آپ ﷺ میری طرف قصد کرنے والوں کے لیے دلیل وراہنما ہیں آپ ﷺ کی مجالست وہمنشینی میں ہی میری انس ومحبت کا راز ہے آپ ﷺ پر ان لوگوں کی مجالست لازم ہے جو:

میری خاطر میرے ساتھ انس ومحبت رکھتے ہیں، ان کی آرام وراحت میرے ذکر میں ہے، ان کی حرکات وسکنات یعنی چلنا پھرنا اور دوڑ دھوپ میرے لیے، میری خاطر اور میری راہ میں ہیں۔

اگر آپ ﷺ ان کو نزدیک آنے سے روکے تو گویا آپ ﷺ نے ان کے لیے شراب طہور پینا ناممکن بنایا ہے لہذا وہ آپ ﷺ کے حوالے ہیں آپ پر ان کی راہنمائی لازمی ہے اور انہیں وصالِ حق سے ہمکنار کرنا آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں ہے اسے آپ انہیں اپنے بابِ رحمت سے نہ دھتکاریں اور اپنی بارگاہ سے دور نہ فرمایئے میں نے آپ ہی کو میرے اور میرے بندوں کے درمیان میرے اسرار اور رسالات کا واسطہ بنایا ہے کیونکہ آپ ﷺ میرے بندوں تک میری امانت پہنچانے کے امین اور میرے اولیاء کے لیے میرے اسرارِ ربوبیت کے خزانہ دار ہیں میں نے آپ ﷺ ہی کو میری طرف آنے والوں کے لیے دلیل بنایا ہے اور آپ ہی کو اپنے طرف سے اذنِ دلالت عطا فرمایا ہے پس جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے آپ ﷺ کو پہچانا اس نے میری معرفت حاصل کی۔

پس اے میرے محبوب !آپ ان لوگوں کا اکرام فرمایئے جنہوں نے میری خاطر علائقِ دنیا کو ٹھکرا دیا ہے جنہوں نے اپنے علم سے میرے چہرۂِ رضا وخوشنودی کا ارادہ کر لیا ہے۔

آپ ﷺ ان لوگوں کو سلام پہنچا دیجئے جو: آپ کی بارگاہ میں آئے ہیں، ہماری خاطر آپ کی بارگاہ کا قصد کیا کیونکہ آپ ہی میری بارگاہ کے وصال اور وصول کا دروازہ ہے جو آپ تک آپہنچتا ہے وہ میری بارگاہ میں رسائی پاجاتا ہے اور جس نے آپ کی بارگاہ تک پہنچنے میں خطا کی وہ میری بارگاہ سے ہٹ گیا اس لیے آپ نے

انہیں معرفت سے نوازنا ہے اور میری معرفت کی خلعت عطا فرمانا ہے۔ آپ اس کے اہلِ ارادت کے طالب ومتلاشی بن جا جس کو آپ نے ہدایت سے نوازنا ہے اس کا راغب بن جا! صرف اہل نسب اور قرابت دار کی طرف جھکاؤ اور قرب چھوڑیئے اہل سبب آپ ﷺ کے ذریعہ میرے قرب کے طالب اور مسکینوں کی محبت اور قربت اختیار فرمایئے۔

مسکنت کے لیے دعا

اس وقت بارگاہِ الٰہی میں ان کے شرف ومقام کی وجہ سے آپ ﷺ نے عرض کیا:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ[4]

اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین کی موت عطا فرما اور قیامت کے دن میرا حشر مسکینوں کے زمرے میں کر۔

فصل ۵ : مسکنتِ نبوت اور مسکنتِ ولایت

جب نورِ نبوت کے حد سے بارگاہِ عزت میں فقر ومسکنت کے لیے شرفِ سیادت کشف ہوا تو آپ ﷺ نے اللہ سے الزیادۃ مانگا کیونکہ شرفِ مسکنت پر نورِ نبوت اور نورِ ولایت کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا ایسے نبوت کی مسکنت (بھی) ہوتی ہے اور ولایت کی بھی مسکنت ہوتی۔

مسکنتِ نبوت

اللہ تعالیٰ مسکنتِ نبوت کا شرف، مقامِ عزت سے عطا فرماتا ہے کیونکہ نبوت شجرۂ عزت کی شاخ ہے اس لیے کہ نبوت کا سکون عزت کی طرف ہے۔اسی لیے اللہ عزوجل کا فرمان:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اے نبیؐ! آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہو۔

مسکنتِ ولایت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مسکنتِ ولایت کا شرف، مقامِ نبوت کی برکت سے عطا فرمایا ہے کیونکہ ولایت شجرۂ نبوت کی فرع ہے اس لیے کہ ولایت کا سکون نبوت کی طرف ہے حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

4۔ انظر المعجم المفھرس ۲۲۶:۶،تحت:سکن۔

اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ[5] سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) ہو۔

پس جس طرح مسکنتِ نبوت شرفِ عزت کی محتاج ہے بالکل اسی طرح مسکنتِ ولایت شرفِ نبوت کی حاجتمند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ عزت کو نبوت کی پناہ گاہ بنائی ہے فی الحقیقت نبی ﷺ نے ایک مضبوط ستون سے پشت پناہی حاصل کی ہے۔اسی بنأ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے:

وَ اصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعۡیُنِنَا[6] اور اپنے رب کے حکم میں صبر کر بیشک آپ ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

اور یہ اس لیے کہ آپ ﷺ کے قلب اطہر کا سکون ہماری بارگاہ کی طرف سے ہے آپ ﷺ کی قوت و طاقت ہمارے ساتھ اور ہماری بارگاہ میں ہے سو یہ مسکنتِ نبوت اور انبیاء کا ثمرہ ہے۔

پس مسکنتِ نبوت کا شرف بارگاہِ رب العزت سے ہے اس لیے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لِیۡ مَعَ اللّٰہِ وَقۡتٌ لَّا یَطَّلِعُ عَلَیۡہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرۡسَلٌ[7]

اللہ کی بارگاہ میں ایک ایسا وقت مخصوص ہے جس پر نہ مقرب فرشتہ مطلع ہے نہ ہی کوئی نبی مرسل آگاہ ہے۔

اور آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے۔

اِنِّیۡ اَظَلُّ عِنۡدَ رَبِّیۡ فَیُطۡعِمُنِیۡ وَ یَسۡقِیۡنِیۡ[8] میں اپنے رب کی بارگاہ میں ہوتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور وہی مجھے پلاتا ہے۔

اور آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے۔

اَدَّبَنِیۡ رَبِّیۡ فَاَحۡسَنَ تَاۡدِیۡبِیۡ میرے رب نے مجھے بہترین ادب سکھایا ہے

مسکنتِ ولایت اور اس کا ثمرہ

جہاں تک مسکنتِ ولایت کا تعلق ہے وہ نبوت سے نسبت (اور تعلق) صحیح اور درست ہونے کی وجہ سے

5. انظر المعجم المفہرس ۲:۵۳۱، تحت:سلم
6. سورۃ طور آیت ۴۸
7. انظر ایضاً ھنا فصل ۱۸۔ص ۷۹ سطر ۱۲۔۱۳ وصوم قلب، فصل ۱۳ ص ۳۴ سطر ۱۔۱ حیث یختلف النص فی بعض الکلمات،
8. انظر المعجم المفہرس ۳:۵۴۷، تحت:طعم۔

متحقق ہوتی ہے اور نسبت اور تعلق کی صحت اور درستگی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب آپ ﷺ حق تعالیٰ عزوجل کے پاس اپنی خلوت میں ان کا تذکرہ فرمائے۔ جب ملک علام اللہ نے صرف آپ ﷺ پر تحفۂ سلام پیش فرمایا تو آپ ﷺ نے اس تحفۂ سلام میں اپنی امت کو بھی داخل فرمایا سو امت کے لیے بھی سلام کے حصول سے اشارہِ الہام بھی ثابت ہو جاتا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کی امت میں عارفین، محققین (متلاشیانِ حق)، اولیائے (اللہ سے دوستی نبھانے والے) اور مکاشفین (کشف و شہود والے) بھی ہوتے ہیں۔ یہ رب العالمین کی بارگاہ میں آپ ﷺ تحفۂ سلام کے جواب میں امت کو بھی شامل فرماتے ہوئے پیش کیے جانے والے جواب:

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللهِ الصَّالِحِيْن ہم پر اور اللہ کے صالح و نیک بندوں پر سلام بھی ہو۔

کی برکت (اور میمنت) کی وجہ سے ہے۔

در حقیقت مسکنت اللہ کی طرف فقر اختیار کرنے سے عبارت ہے اور حکم:

كُلُّ مَنْ اِفْتَقَرَ اِلَى اللهِ سَكَنَ اِلَى اللهِ وَمَنْ سَكَنَ اِلَى اللهِ اِسْتَغْنٰى بِاللهِ عَمَّا سِوَى اللهِ

جو اللہ کے محتاج ہوں وہ اس سے سکون پائیں گے اور جو اللہ سے سکون پائیں وہ ماسوا اللہ سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

کے احوال کا تقاضا پورا کرنے سے عبارت ہے۔ اسے صرف اکیلا اللہ کا انس و محبت حاصل کرتا ہے اور اللہ کے سوا تمام چیزوں سے وحشت محسوس کرتا ہے اللہ کی عبادت و بندگی اللہ کی خاطر کرتا ہے اور اللہ سے اللہ کے سوا کچھ نہیں مانگتا۔ چنانچہ وہ مخلوق کے ہاں مال و دولت موجود نہ ہونے کی وجہ سے مسکین ہے۔ اور اللہ کے ہاں مقام و مرتبہ اور حال موجود ہونے کی وجہ سے مسکین ہے سو یہ ان لوگوں کی علامت ہے جنہیں مسکنتِ ولایت متحقق ہو گئی ہے اور جنہوں نے ولایت کے پھلدار درخت سے انتہائی مسکنت کا پھل چکھا ہے۔

مختلف طبقوں کے لیے مختلف مسکنت

اہلِ بدایت (مبتدی) کی مسکنت لوگوں پر بھاری ہے اور اس میں مجاہدہ ہے کیونکہ وہ اعمال کے ثمرات کے ساتھ مخصوص ہے اور اہلِ نہایت کی مسکنت، نزل (سکینت کا نزول) اور مشاہدہ سے عبارت ہے کیونکہ وہ احوال کے ثمرات کے ساتھ مخصوص ہے پس جو بدایت میں ذوقِ اعمال کی لذت کے ساتھ ساتھ مسکنت کا بوجھ بھی برداشت کرے تو احوال میں ذوقِ تحقیق کی لذت پانے کے ساتھ ساتھ مسکنت کی انتہاء اور کمال تک بھی

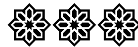
پہنچتاہے گویانہایت، مشاہدہ اور احوال والا تصاریف میں متحقق ہوتا ہے اور تکالیف کا بوجھ رفع ہو جاتا ہے چنانچہ اس کی خدمت، راحت اور حصولِ راحت سے اور اس کی عبادت معائنہ اور زیادۃ سے عبارت ہے اوراہلِ مسکنت اوراہلِ احوال پر اعمال کا بوجھ ڈالا جاتاہے اسی وجہ سے وہ اٹھانے والے ہیں جلدباز نہیں۔اس لیے کہ وہ جب تکلیف اٹھاتاہے تو تخفیف کے قابل ہو جاتاہے کیونکہ اسے افضال سے قوت دی گئی ہے اسے اثقال کے تحمل کے ثقل کے وجدان سے کفایت دی گئی ہے تو وہ مسکنت، استکانت سے، انتہائی رفعت، قربت اور مقام کا وارث بنایا گیاہے چنانچہ اس کی شدتِ عزت سے مسکنت کا ثمرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عندیت کے دلائل کا پاناہے۔جیسا کہ اللہ کا ارشادہے:

اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مِنْ اَجَلِیْ [9] میں ان کے پاس ہوتاہوں جن کے دل میری خاطر ٹوٹے ہوئے ہیں۔ کیونکہ مسکنت اختیار کرنے کی حقیقت دل کا خوب ٹوٹ جاناہے اور حقیقت میں انکسار کا ثمرہ عندیت (اللہ کی خصوصی معیت) ہے۔

پس یہ مسکنتِ اولیاء کا مقام ہے کیونکہ ان کی مسکنت کا شرف انبیاء علیہم السلام کی مسکنت کے شرف سے وابستہ ہے اس لیے کہ مسکنتِ نبوت کی تخصیص اللہ عزوجل کے اس فرمان:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا [10] وہ ذات جوپاک ہے، رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے بندے کو سیر پرلے گئی۔

سے ظاہر ہے۔اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو رات کے ایک حصہ میں سیر کرائی اور اور ان کو ایک حیات عطا فرمائی اور عبودیت میں درجۂ کمال پر فائز ہونے کی وجہ آپ ﷺ کو عبد سے موسوم کیا کیونکہ عبودیت مسکنت کا تقاضا کرتی ہے۔



9. قارن بصوم قلب،فصل ۱۲،ص۳۰سطر ۱۹
10. سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱

غیر مطبوعہ رسائل

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ

توبہ شرائط رسالہ

ترجمہ: غلام حسن حسنو

نوائے صوفیہ کے ہر شمارے میں شاہ ہمدان یا سلسلۃ الذہب کے کسی شیخ کا ایک غیر مطبوعہ رسالہ پیش کیا جارہا ہے۔ پچھلے شمارے میں حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کے رسالہ "رسالہ عہد و بیعت" نذر قارئین کی تھی۔ شمارہ ہذا میں اس تسلسل کے تحت رسالہ توبہ شرائط رسالہ ہے۔

یہ عربی میں میر سید علی ہمدانی کا ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ مصنف نے اس کو کوئی نام نہیں دیا غالباً اس کا نام شرائط توبہ نسخہ کے کاتب نے مشمولات دیکھ کر تجویز کیا ہے۔

توبہ کا موضوع میر سید علی ہمدانی کا محبوب ترین موضوع ہے شاہ ہمدان کی تقریبا تمام کتب و رسائل میں اس موضوع پر مضامین ملتے ہیں اور اس موضوع پر شاہ ہمدان کی دو مستقل تحریریں مراۃ التائبین اور یہ رسالہ ہے۔ اس کے درج ذیل نسخوں کا ہمیں علم ہے۔

۱۔ اس کا ایک نسخہ وزارت فرہنگ عالی تہران کی لائبریری میں محفوظ شاہ ہمدان کے ایک ۱۸ رسائل کے مجموعے میں زیر شمارہ ۳۳۵۸/۷۰ موجود ہے اس مجموعے کے آخر میں شاہ ہمدان کے ۲۱ مکاتیب بھی موجود ہیں۔

۲۔ اس کا ایک نسخہ سید علی کاظمی چھوار چھوربٹ کے پاس ہے یہ دراصل ۱۴ رسائل کے مجموعے کا پہلا رسالہ ہے جو مکمل ہے تاریخ کتابت درج نہیں اسی طرح رسالے پر کوئی نام درج نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

امابعد! اے طالب رحمن جان لے! اللہ تعالی تمہیں ان لوگوں میں سے کردے جن کے دلوں کو اس نے خواہشات کی کدورتوں سے پاک وصاف کیا اور ذروۂ علیا تک ترقی وعروج دینے میں رکاوٹ بننے والی شوایب (شکوک) کو دور کردئے۔

بے شک اکثر خلق کا دل انوار تجلیات سے استفاضہ اور اسرار نفحات ربانیہ سے استفادہ کرنے کے سلسلے میں حجاب میں واقع ہوئے ہیں کیونکہ اس میں شہوات وانحرافِ امکانی، غلبۂ صفاتِ نفسانی ،اخلاق،علوم، اعتقادات،اسباب اور توجہات وغیرہ میں نفس انسانی کے بدن عنصری کے ساتھ تعلقات کی ظلمات و تاریکیاں اور ان کے غلبے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اس کے اور حق تعالیٰ کے درمیان ارتباطِ معنوی اور مناسبتِ اصلی بھی ہیں جو مذکورہ بالا کی وجہ سے کمزور پڑ گئی ہے۔ لہٰذا حق تعالیٰ کی جانب توجہ کے قابل اور اس کے اپنے حال کے لائق حال میں انتقال ضروری ہو گا۔ اس کے بغیر اللہ کے ساتھ نسبت مشکل ہو گا کیونکہ یہ حالت نفسانی کدورتوں، جسمانی تاریکیوں و کثافتوں اور بہیمی نقائص سے آلودہ ہے۔

جناب حق میں نورانی، صفا اور کمال کی متعدد اضداد، مطالبِ کونیہ کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے ان شعبوں میں بہت فرق بھی ہے۔ یوں اس کے افکار و آرأ کے کئی حصے ہو جاتے ہیں اور ان مطالب میں سے ہر جزوی مطلب سے اس کو ایک حصہ ہے پس وہ کبھی کبھی معنوی طور پر کمزور و فرسودہ ہو تا ہے جس طرح بڑے نہر سے مختلف شاخیں نکالنے پر پانی کم اور نہر کمزور ہو جاتا ہے چنانچہ وہ مدد طلب کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ پس اس میں اللہ کی جانب متوجہ ہونے کی خواہش ظاہر ہوتی ہے اور اس طلب کی وجہ سے اس میں عزم وارادہ پیدا ہو تا ہے اسی عزم وارادہ کی حالت کو توبہ وانابت کا نام دیا جاتا ہے۔

توبہ کیا ہے؟

پس توبہ امر حق کی مخالفت سے موافقتِ حق کی جانب رجوع کرنے کا نام ہے۔

توبہ کے شرائط

اس کے تین شرائط ہیں۔

(۱) ندامت۔

(۲) عذر خواہی۔

اور (۳) گناہ کا قلع قمع۔

ا۔ ندامت دل کا وظیفہ ہے۔

۲۔ معذرت / استغفار زبان کا ورد ہے۔

۳۔ اور قلع قمع اعضاؤ جوارح کو گناہ و جرم سے روکنا ہے۔

توبہ کے حقائق

اس کے تین حقائق ہیں۔

(۱) گناہ کو بڑا سمجھنا تاکہ اس کی قباحتوں پر نادم ہو جائے۔

(۲) توبہ کی تکمیل اس عقیدے کے ساتھ کہ جتنا ہو سکے اس کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔

(۳) ایسی عذر خواہی کہ سالک لوگوں میں خود کو سب سے شریر اور برا دیکھ لے۔

توبہ کے باطن

توبہ کا باطن تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

(۱) ظاہری لحاظ سے طلب عزت سے احتراز کیونکہ ہو سکتا ہے کہ توبہ اور اس کی حقیقت اس کی جاہ و مرتبہ نے طلب کی ہو اور عزت نفس نے ہی اس کو تائب ہونے کی جانب دعوت دی ہو۔

(۲) حالت حضوری میں گناہ کا بھول جانا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ وقت اور معاملہ صاف رکھنا کیونکہ صفا کی حالت میں جفا کی یاد عین جفا ہوتا ہے اور وقت کو مکدر کرنے والا ہوتا ہے۔

(۳) توبہ سے توبہ کرنا کہ کوئی ایسا فعل نہ کرے جس پر اس کو توبہ لازم آئے۔

توبہ کے لطائف

اس کے لطائف یہ ہیں کہ وہ اپنے کردہ گناہ کو دیکھے پس وہ اس میں ملوث ہونے اور مرتکب ہونے کے دوران اللہ تعالیٰ کی مراد کو جان لے۔ کیونکہ اگر بندے کو خلوت میں گناہ کا موقع مل جائے تاکہ وہ اس کے تلافی

اور پوشیدہ طور پر نیکی کرنے میں اپنی عزت کو جان لے اور یہ بھی جان لے کہ اللہ نے اس کو رسوا نہیں کیا اور اس کو مہلت کے ساتھ منتہی کر دیا گیا۔

انابت کیا ہے؟

اما انابت یہ ہے کہ یہ توبہ سے اعلیٰ ہے کیونکہ یہ حقیقت میں رجوع الی اللہ ہے موافقت باللہ نہیں اور موافقت خلق کی جانب رجوع کرنا ہے تاکہ اس کے اعمال اخلاص و پیمانِ وفا اور عقدِ توبہ سے مستحکم و خالص ہو جائے۔ انابت میں توبہ سے متعلق صدق مقال کی بنأ پر اس کی صحتِ حال میں کوئی خطا نہیں ہوتا۔ اخلاص کے ذریعے لذتِ گناہ سے اس کی تصحیح اس طرح ہوتی ہے کہ اس کی یاد سے اس کو رنج والم پہنچتا ہے اور بے چینی بڑھتی ہے جس طرح ارتکاب گناہ کے وقت اس کو مزا آیا کرتا تھا اور اس کی جانب نفس کے دیکھنے سے عبادت خداوندی کی تکلیف میں خوب کوشش کرتا ہے اور اس کو اس کا عوض ملتا۔

جب سالک ان باتوں کا تحقق کرلیتا ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے، تو ملک احوال سے لازم ہو جاتا ہے کہ:

☆ تجلیاتِ لطف کی بجلی اس پر چمکیں۔

☆ وادئ کرم سے انس و محبتِ حق کی خوشبو اور نسیم سونگھ لیں اس وقت اس کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ:

☆ ابوابِ ولایت کے دروازے کھٹکھٹائے۔

☆ راہِ ہدایت میں چراغ روشن کرے۔

☆ معنوی نسبت کے اسباب حاصل کرنے کے لیے ہمتوں کو مجتمع کرے۔

☆ ملازمت ذکر کی جانب توجہ درست کرے۔

کیونکہ ذکر کے دو رُخ ہیں۔

(ا) ایک رُخ اللہ تعالیٰ کی جانب۔

(۲) دوسرا رُخ مخلوق کی جانب۔

سو لفظ اور نطق کے لحاظ سے یہ کونی اور خلق ہے لیکن مدلول کے لحاظ سے حق ہے۔ وہی خلق کے لیے حق تک پہنچانے کا مضبوط وسیلہ اوراظہارِ حقیقت میں نسبتِ کامل ہے۔

پس سالک جب ذکر سے مانوس ہو جاتا ہے تو وہ اکثر وجوہات میں عالم سے کٹ کر رہ جاتا ہے۔اس کا واحد مقصود اس کے اور حق کے درمیان مناسب رابطہ) قرب(ہوتا ہے تا کہ حکم وحدتِ حق کثرت خلق میں منقلب ہو جائے۔

حقیقتِ ذکر غفلت سے خلاصی پانا اور غیر اللہ کو بھول جانا ہے۔جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ:

یَاذَاکِرِیْ اُذْکُرْنِیْ اِذَا نَسِیْتَ غَیْرِیْ لِاَنَّکَ لَمْ تَنْسَ الْکُلَّ لَمْ تَجِدْنِیْ

☆اے میرا ذکر کرنے والے! تم اس وقت مجھے یاد کرو جب تم دوسروں کو بھول جاؤ کیونکہ جب تک تم باقی سب کو بھول نہیں جاوگے مجھے نہیں پا سکوگے۔

ذکر کے تین درجات

پھر ذکر کے تین درجے ہیں۔

(۱) ذکر ظاہری

اول ثنا یا دعا یا رعا پر مشتمل ذکرِ ظاہر ہے۔ان میں سے ثنا جیسے تم کہو کہ:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ پاک ہے اور تمام حمد اللہ کے لیے ہیں۔

اما دعا جیسے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا۔ اے رب! ہدایت عطا کرنے کے بعد دلوں کو ٹیڑھا نہ کر! وغیرہ۔

قرآن اور دعائے ماثورہ۔ان میں متابعت کی برکت بھی ہے اور الفاظ نبوی کا فیضان بھی اور مراعات جیسے نماز کیونکہ یہ ذکر بھی ہے اور احکام شریعت بھی اور امر شارع علیہ السلام کی رعایت بھی۔

ذکرلا الہ الا اللہ

اور جو مقصود سے قریب کرنے والا اور مراد تک پہنچانے والا ہے وہ ذکرلا الہ الا اللہ ہے کیونکہ یہ کلمۂ توحید اور شرک سے تنزیہہ ہے۔یہی قلب کو اللہ کے ساتھ ملانے والا، غیر اللہ کی نفی کرنے والا، تذکیۂ نفس، تجلیۂ روح اور تحلیۂ سر میں سب سے موثر ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَفۡضَلُ الذِّکۡرِ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔افضل ذکرلا الہ الا اللہ ہے۔

۲۔ ذکر خفی

درجۂ الثانیہ قلب میں ذکر خفی ہے یہ ایسا ذکر ہے کہ خارج میں کوئی بھی اس سے مطلع نہیں ہوتا۔اس کا ثمرہ ہر فتور و آلودگی سے پاک و خالص اور شہود مذکور کے جال میں بند و مقید ہونا ہے۔

اگرچہ یہ درجۂ اول سے بلند و اعلیٰ ہے لیکن عین ذکر میں ذاکر کے وجود کی بقاو موجودگی سے خالی نہیں ہے۔

۳۔ ذکر حقیقی

سو واجب ہے کہ:

☆ درجۂ ثالثہ کی جانب ترقی کر جائے۔

☆ ذاتِ حقیقی کا مطالعہ کرے۔

تاکہ ذاکر کے لیے ذکرِ حق شہودِ خصوصی بن جائے اور شہودِ ذکر خالص بن جائے۔کیونکہ اب وہ ذاتی لحاظ سے معدوم اور اللہ تعالیٰ میں معلوم (موجود) ہے۔سو اللہ کے ذکر سے اس کو وجد (ملتا) ہے، اظہار ہوتا ہے اور یہ اس

کو علم الیقین سے نکال کر عین الیقین میں پہنچادیتا ہے۔ پس اس کے ساتھ ہی اس کا شہود ذکر کے اعتبار سے خالص ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر یہ ظاہر (گمان) ہوتا ہے کہ بلاشک ذکر اللہ کا اس کے اپنے نفس کی جانب نسبت ہے اور وہی اس کا ذکر ہے پس سالک کی یہ وحدانیت باطل ہو جاتی ہے کیونکہ وجودِ مظہر میں بندے کا کوئی وجود ظاہر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے ذاتی وجود کی موجودگی کی بنا پر اس کا کوئی شہود حقیقی ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ذکر۔

جو مقال ظہورِ ذاکر کے وقت وحدانیت کی شہادت دیتا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ ا للہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔

قبلِ وجود شہادت دی تھی۔ یہ ذاکر اور ذکر کے موقع پر اس کی بے نیازی اور استغنیٰ ہے۔ اس سرّ کی معرفت ذکر حقیقی میں ذاکر کا قرینہ ہے جو ذاکر، ذکر اور مذکور کا اتحاد و یکجائی ہے۔ وہی اس کے نفس میں ذکرِ حق ہے۔

جب سالک کو یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو:

☆ اس کو سرادقاتِ کبریا کی بارگاہ سے الطافِ عنایت کے نفحات ظاہر ہوتے ہیں۔

☆ عالم لاہوت سے انوارِ الہیہ کے لوائح چمکتے ہیں۔

☆ اسرارِ ملکوتی کے سورج اس کی بصیرت کی آنکھ میں روشن ہوتے ہیں۔

☆ اور سمائے جبروتی کی بلندی سے اسرار رحمت کے حقائق اس پر واہوتے ہیں۔

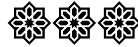
پس وہ اس آنکھ سے اسرارِ کائنات کو دیکھتا اور اخبار موجودات کا مطالعہ کرتا ہے جسے:

☆ کبھی تائید قدسی سے تعبیر کی جاتی ہے۔

☆ کبھی تنزلات ملکی اور کبھی تجلیاتِ اسمأوصفات کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ یقینی تجلی ہے جس سے متعلق اہل کمال کے سوا کوئی مقال بول سکتا ہے نہ اس کے بھید کو جان سکتا ہے۔وہ اہل کمال جس کے احوال کی شرح بہت طویل ہے جسے یہاں بیان نہیں کی جاسکتی۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت کے ذریعے ہمیں ان لوگوں میں سے کردے جنہوں نے اس کے موجباتِ قربت کی تحصیل پر بھروسہ کیااوروہ اس کے انوارِ محبت کے مشاہدے سے سرفراز ہوئے بے شک وہ قریب اور قبول کرنے والا ہے۔

والحمدللہ وحدہ والسلام علی من اتبع الھدی۔



احوالِ صوفیاء

ابو یعقوب خواجہ یوسف ہمدانیؒ

محمد منشا خان شاہ بسطام تحقیقاتی
ادارہ برائے تصوف میانوالی

پیدائش:

آپ کا نام یوسف ہمدانی اور کنیت ابو یعقوب ہے۔ خواجہ حاجی محمد افضل صاحب نے اپنی کتاب عمدۃ المقامات میں لکھتے ہیں کہ آپ کا شجرہ نسب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (ق) سے جاملتا ہے۔ یوسف بن ایوب ہمدانی (۱) بن عبد الواحد بن عبد الباسط بن طمطم بن قالون بن محمد بن اسمعیل بن امام اعظم ابو حنیفہ۔ (۲) آپ بروز پیر ۲ صفر ۴۴۰ھ بمطابق ۲۳ جولائی ۱۰۴۸ء، میں ہمدان کے علاقہ بوزنجرد میں پیدا ہوئے۔ (۳) آپ کو چھوٹی عمر میں خواجہ ابو الحسن خرقانی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ (۴)

حصولِ علم:

خواجہ محمد پارسا(ق) اپنی کتاب فصل الخطاب میں لکھا کہ مولانا شرف الدین عقیلی انصاری بخاری کے خط میں تحریر ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی اٹھارہ برس کے تھے کہ بغداد گئے اور ابو اسحاق فقیہ (شافعی فقیہ و مدرس اور مدرسہ نظامیہ بغداد کے رئیس متوفی ۴۷۶ھ) سے علم فقہ سیکھا اور نظری علم میں درجہ کمال تک پہنچے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر تھے۔ اصفہان اور بخارا میں پڑھاتے رہے اور عراق و خراسان اور خوارزم و ماوراء النہر میں صاحبِ قبول تھے۔ (۵)

آپ کے کام نے خوب ترقی کی اور آپ اپنے معاصرین سے علم فقہ وغیرہ خاص علم منطق سے آگے نکل گئے۔ شیخ ابو اسحاق آپ کو باوجود چھوٹی عمر ہونے کے بہت سے شاگردوں پر اول نمبر پر بٹھاتے تھے۔ آپ نے قاضی ابو الحسین محمد بن علی بن مہتدی باللہ، ابو الغنائم عبد الصمد بن علی بن مامون، ابو جعفر محمد بن احمد بن مسلمہ سے سماع حدیث کیا۔ نیز اصفہان اور سمرقند میں بھی سماع حدیث کیا۔ اور بخارا میں زیر تعلیم رہے۔ سمرقند بخارا اور اصفہان میں خلقت کے وعظ اور ارشاد میں بھی مشغول رہے۔ آپ امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب کے متبع تھے۔ (۶)

ایک مدت کوہِ زر میں ساکن رہے اور خرقہ شیخ عبداللہ جوینی کے ہاتھ سے پہنا اور تصوف میں شیخ عبداللہ جوینی، شیخ حسن سمنانی اور شیخ ابو علی فارمدی سے انتساب کیا۔(۷) مولانا عبدالرحمن جامی اپنی کتاب نفحات الانس میں فرماتے ہیں کہ خواجہ یوسف ہمدانی کو تصوف میں شیخ ابو علی فارمدی سے نسبت حاصل ہے۔ جبکہ شیخ عبداللہ جوینی اور شیخ حسن سمنانی کی صحبت بھی حاصل رہی ہے۔ آپ نے اصفہان میں حمد بن ولکیز اور بوہان میں احمد بن محمد بن فضل الفارسی سے بھی استفادہ کیا۔ آپ مرو میں بہت عرصہ قیام پذیر رہے۔ یہاں آپ کی خانقاہ پر دوسری تمام خانقاہوں سے زیادہ طالبینِ حق موجود رہتے تھے۔ قرب وجوار کے علاوہ آذربایجان، عراق اور خراسان سے بڑی تعداد میں عقیدت مند اور مرید آپ کے پاس تعلیم وتربیت حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔(۸)

شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ یوسف ہمدانی:

خواجہ یوسف ہمدانی کا شمار اور مشائخ عظام میں ہوتا ہے جن کے ساتھ حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی کی صحبت رہی۔ بہجۃالاسرار میں ہے کہ:

ہمدان سے ایک صاحب جنہیں یوسف ہمدانی کہتے ہیں، بغداد آئے اور کہتے تھے کہ وہ قطب ہیں۔ وہ ایک مسافر خانے میں اترے۔ جب میں نے یہ سنا تو میں اس مسافر خانے میں گیا، مگر ان کو نہ پایا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ تہ خانے میں ہیں۔ پس میں اس تہ خانے میں اترا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے پاس بٹھایا۔ آپ نے میرے تمام حالات میں اس سے ذکر کیے اور میری تمام مشکلات کو حل فرمایا۔ پھر مجھے یوں ارشاد فرمایا:

اے عبدالقادر لوگوں کو خطاب (وعظ ونصیحت) کیا کرو۔ میں نے عرض کیا: اے سردار! میں عجمی آدمی ہوں۔ بغداد کے فصیح لوگوں کو کیسے خطاب کروں؟ یہ سن کر آپ نے مجھے فرمایا: تم نے آپ علومِ فقہ، اصولِ فقہ، اختلافِ مذاہب، نحو ولغت اور تفسیر قرآن کو خوب حاصل کر لیا ہے۔ تمہارے اندر وعظ ونصیحت کی صلاحیت و قابلیت موجود ہے، لہذا آپ سارے ممبر لوگوں کو وعظ سنایا کرو، کیونکہ میں تم میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں، جو عنقریب درخت بن جائے گا۔(۹)

آپ کے خلفاء کرام:

۱۔خواجہ عبداللہ برقی خوارزمی:

۲۔خواجہ حسن اندقی بخاری(م ۵۵۲ھ)

۳۔خواجہ احمد یسوی(م ۵۶۲ھ)

۴۔خواجہ عبدالخالق غجدوانی (۵۷۵ھ): آپ حضرت کے چوتھے خلیفہ اور جانشین تھے۔ سلسلہ طریقت خواجہ گان کے سر خیل امام ہیں۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی فرماتے ہیں کہ "جب میں بائیس سال کی عمر کو پہنچا تو حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ یوسف ہمدانی کو مجھے اپنی تربیت میں لینے کی وصیت کی۔ پس جب کچھ عرصے بعد حضرت خواجہ یوسف ہمدانی بخارا تشریف لائے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں مشغول رہا، حتی کہ آپ خراسان لوٹ گئے اور آپ نے مجھے اسی ذکر کی تلقین فرمائی جو میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے سیکھا تھا"۔

تعلیمات و فرمودات:

خواجہ یوسف ہمدانی نے فرمایا کہ اے عبدالخالق! سمجھ لو کہ راہِ حق کا سلوک دو قسم کا ہے:

۱۔سلوک ظاہر

۲۔سلوک باطن

سلوکِ ظاہر یہ ہے کہ سارے اقبال میں حدود شرع کی نگہداشت اور حتی الامکان محافظت کی جائے اور خواہش نفس سے اجتناب کیا جائے۔

دوسری قسم یعنی سلوکِ باطن یہ ہے کہ دل کے امراض کو دور کرنے اور نفس کی صفات ذمیمہ کو ختم کرنے کے لیے بہت زیادہ کوشش کی جائے۔ باطن کی طہارت سے اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اور دل کے ذکر میں خوب جدوجہد کی جائے، تاکہ دل جاری ہو جائے"(۱۰)

آپ فرماتے تھے کہ

- نفس اور خواطر کی شناخت میں کوشش کرو۔ اے عبد الخالق! خاطر کی شناخت تیرے اوپر لازم ہو گئی ہے۔ اپنے ظاہر کو تفرقہ سے بچا کر رکھو۔ جس قدر (مبتدی کا) ظاہر پریشان ہو گا، باطن اس سے زیادہ پریشان ہو گا۔ اونچے لوگ خوش عمل اور ہشاش بشاش ہوتے ہیں۔(۱۱)
- جو مرید شیخ کی صحبت سے محروم ہوا اسے چاہیے کہ ہر روز بزرگوں کے ملفوظات کے آٹھ اوراک مطالعہ کرے، تاکہ یہ ملفوظات اس کی قلبی غذا کا سبب بنیں۔(۱۲)
- سالک کو کوئی چیز راہِ راست سے اتنا گمراہ نہیں کرتی جتنا نااہل کی صحبت اُسے جادۂ حق سے بھٹکاتی ہے۔(۱۳)

آپ اپنے مریدین اور وابستگان کو کثرت سے ذکر کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ کی تمام کتب ورسائل میں ذکر کرنے کی اہمیت اور اس کے فواید کے بارے جامع تذکرہ ملتا ہے۔پ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں دل کے ذکر کو معتبر کر دیتی ہیں اول: اخلاص، دوم: تعظیم، سوم: حلاوت اور چہارم: حرمت۔ اس لیے کہ اخلاص کے بغیر ذکر منافقوں کا ذکر ہے۔ تعظیم کے بغیر ذکر مبتدعین کا ذکر ہے، تلاوت کے بغیر ذکر فاسقوں کا ذکر ہے اور حرمت کے بغیر ذکر ریاکاروں کا ذکر ہے۔(۱۴)

آپ فرماتے ہیں کہ بنی طور پر ذکر کے سفر کی انتہا یہ ہے کہ سات اعضاء ذکر کے عمل میں زبان کا ساتھ دیں۔ حق کے بال اور ناخن بھی اس میں شامل ہو جائیں اور یہ ذکر اس نوعیت کا ہو کے دل اس کو سن کر سمجھ لے اور اعضاء سے ذکر کو سن کر دل گرم ہو تا ہو اور اس کو بڑی قوت ملتی ہوں اور وہ پھر اس ذکر میں معاون بن جائے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی کی مدت چالیس دن تک ہے۔ چالیس دن کے بعد دل میں انوارات جمع ہوتے ہیں، جو اپنی روشن کرنے دل کے اندر پھیلاتے ہیں اور پھر وہ حواس کے روشن دان سے باہر آتی ہیں۔(۱۵)

تصانیف ورسائل:

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی فرماتے ہیں کہ خواجہ یوسف ہمدانی نے دار فانی سے کوچ کرنے کے بعد کثیر تعداد میں تصانیف کو پیچھے چھوڑا ہے۔ تاہم ذہبیح کی روایت کے مطابق عبادت وارشاد میں بہت زیادہ مصروفیت کی وجہ سے

تحریر کردہ صفحات کو اکٹھا کرنے میں وقت نہیں ملتا تھا۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی نے اپنے بعد جو علمی آثار چھوڑے ہیں ان میں سے کچھ مشہور یہ ہیں:

۱۔ رسالہ صاحبیہ

یہ رسالہ خواجہ یوسف ہمدانی کے اخلاق وعادات، رویہ، طور طریقہ اور فرمودات پر مشتمل ہے۔

۲۔ رتبہ الحیات (۱۶)

یہ رسالہ اپنی زخم تو حجم کے اعتبار سے اگرچہ مختصر مگر کیفیت و مضامین کے اعتبار سے بہت ہی قابل قدر ہے۔ اس رسالہ کا موضوع انسانی زندگی اور اس کے مختلف درجات ہے۔ جسے سوال و جواب کے انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔

۳۔ آداب طریقت

یہ فارسی زبان میں مختصر رسالہ ہے۔ اس کے آغاز میں خواجہ یوسف ہمدانی نے فرمایا کہ "جو مرید، شیخ کی صحبت سے محروم ہو اسے چاہیے کہ ہر روز بزرگوں کے ملفوظات کے آٹھ اوراق کا مطالعہ کرے، تاکہ اس کی قلبی غذا کا سبب بنیں۔" کتابوں میں آتا ہے کہ یہی وہ الفاظ ہیں جو بعد میں شیخ فرید الدین عطار کے لیے الہام کا ذریعہ بنے اور تذکرۃ الاولیاء کتاب لکھنے کا سبب بنے۔

۴۔ انسان و کائنات

۵۔ رسالہ در بیان توحید

یہ رسالہ بھی نہایت مختصر ہے مگر اس میں توحید سے متعلق بہت ہی دقیق نکات بیان کیے گئے ہیں۔ اگر کوئی صوفی اس مختصر رسالہ کی شرح لکھنا چاہے تو وہ کئی سو صفحات پر مشتمل ہو گی۔

ان ۵ رسائل کا اردو ترجمہ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب نے کر کے مکتبہ الفقیر فیصل آباد، پاکستان سے شائع

کیا۔ان ۵رسائل کے علاوہ بھی خواجہ یوسف ہمدانی کی کچھ اور تصانیف بھی ہیں:

٦۔منازل السائرین

٧۔منازل السالکین

محققین کی تحقیق کے مطابق یہ دونوں تصانیف غالب آ ہمارے دور تک نہیں پہنچ سکی ہیں۔یہی رائے ڈاکٹر نکدٹ توسن کی بھی ہے۔آپ کا شمار عہدِ حاضر کے نامور محققین میں ہوتا ہے۔اپنے مشائخ نقشبند کے حوالے سے نہایت قابل قدر کام کیا ہے۔(١٧)

٨۔رسالہ کشف

اس رسالہ کا نام مولانا عبدالرحمن جامی کی کتاب نفحات الانس میں موجود مولانا کمال الدین عبدالرزاق کاشی کے مکتوبات میں گزرا ہے۔اس کے علاوہ رسالہ کا ذکر سموریمی کا رد الرسالہ اصفہانی شمس الدین محمد دیلمی میں موجود ہے۔

٩۔صفاوۃ التوحید لتصفیہ المرید، دربیان الصوفی غیر مخلوق

یہ آٹھ صفحات پر مشتمل عربی زبان میں ایک مختصر رسالہ ہے۔جس سے سوال وجواب کی صورت میں مرتب کیا گیا ہے۔اس میں خواجہ عبداللہ انصاری ہروی کا ایک قول "الصوفی غیر مخلوق" موضوع بحث ہے۔

١٠۔واردات

اس تحریر کا ذکر محمد بن ناظم الحوازمی کے شرح رسالہ آذیان میں آیا ہے۔

عبادات ومعمولات:

اپنے معاملات کو ہرگز نہ چھوڑتے تھے اور ان کے فوت ہونے سے ناراض ہوتے تھے اور اس پر استغفار کرتے تھے۔ہر رات اپنا محاسبہ کرتے تھے۔روزی کا غم نہ کھاتے تھے۔نماز بہت پڑھتے اور روزے بہت رکھتے تھے

جنوں، انسانوں اور شیطانوں کی دشمنی سے ساتھیوں کو واقف کرتے اور فرماتے: ان دشمنوں سے دفاع ہمیشہ باوضو رہنے اور ہمیشہ دل کا ذکر کرنے سے ہے۔(۱۸)

اگر ایک دن میں سو بار آپ کا وضو ٹوٹتا تو بھی بار بار وضو کرتے اور ایک گھڑی بھی بغیر وضو کے نہ رہتے تھے۔(۱۹)

ہمیشہ آپ کے اعضاء مبارک ذکر قلبی کی وجہ سے پسینے سے تر رہتے کہ سانس کو روک کر ذکر کرتے تھے۔ ہر فریضہ کی ادائیگی کے بعد ایک سپارہ قرآن پڑھتے تھے۔ علاوہ ان اوراد کے جو آپ کے معمولات تھے۔ مسجد سے خواجہ حسن انداقی اور خواجہ احمد یسوی کے گھر تک سورۃ البقرہ ختم کرتے تھے اور محلہ واپس آتے ہوئے مسجد تک سورہ آل عمران ختم کرتے تھے۔ اور مسجد سے ان درویشوں کے ہجرت ۱۰۷ قدم کا فاصلہ تھا۔(۲۰)

آپ پیدل بہت زیادہ چلتے تھے، جمعرات و جمعہ کی رات اور عید کی راتیں بزرگوں کی زیارت میں گزارتے تھے۔ ہر آنے والے مسافر سے دریافت کرتے کہ تم کس ملک کے باشندے ہو؟ اور اس ملک میں درویشوں میں سے کون کون موجود ہیں؟ جو پردے میں (یعنی مجذوب) ہیں ان کے نام کیا کیا ہیں؟(۲۱)

اہل قبور کی زیارت کے لیے بہت چاہتے تھے قبرستان میں ننگے پاؤں چلتے اور اہل قبور کو سلام کرتے تھے اور جو آیتیں و دعائیں وارد ہیں وہ پڑھتے تھے۔(۲۲)

وفات و تدوین:

خواجہ یوسف ہمدانی نے اپنی زندگی کے آخری چند سال خراسان کے دو عظیم مرکزی شہر "مرو" و ہرات میں گزارے. آخر میں جب حضرت نے خیرات میں اقامت اختیار فرمائی تو مرو کے لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ مرو تشریف لے آئیں۔ چنانچہ اسی سفر میں خواجہ ہمدانی نے باگسر کے گرد و نواح میں واقع بادگش کے قصبہ "بامین" کے مقام پر ۲۲ ربیع الاول ۵۳۵ھ کو دنیائے فانی سے رحلت فرمائی، جبکہ آپ کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی۔ آپ کو پہلے وہیں پر سپرد خاک کیا گیا، لیکن کچھ عرصے کے بعد ابن نجار نامی مرید نے آپ کی جسد مبارک کو مرو منتقل کیا۔

آج حضرت کا مزار مبارک طرف ترکمنستان کی سرحدوں کہ اندر سے روسے شمال کی طرف تیس کلومیٹر کے فاصلے پر بیرام علی نامی جگہ پر موجود ہے آج کل اس کو زیارت گاہ خواجہ یوسف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔(۲۳)

عمدۃ المقامات میں مذکور ہے کہ آپ نے وفات کے روز اپنے ساتھیوں سے فرمایا پانی گرم کرو اور پھر وصیت فرمائی۔ اپنے خلیفہ سوم خواجہ احمد یسوی کو حکم فرمایا کہ سورۃ فاطر، النازعات اور یسین کی تلاوت کریں اور پھر یہ شعر اپنی زبان سے پڑھا:

در کوئے تو عاشقان جان بجائے بدہند

کانجاملک الموت نگنجد ہر گز

ترجمہ: تیرے کوچے میں عشق اس حال میں جان دیتے ہیں کہ وہاں موت کا فرشتہ ہر گز نہیں سما سکتا۔

اور اس وقت حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام، ابدال، اولیاء اور اَقطاب کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوئے اور (آپ نے فرمایا) کہ غوثِ وقت کو، جو حاضر ہے میرے پہلو میں دفن کرنا۔ وصیت کہ اختتام پر آپ کی روح مبارک نے عروج فرمایا اور غوث موصوف نے بھی جان دے دی۔(۲۴)

ماخذ، حواشی وتوضیحات:

۱۔ عمدۃ المقامات میں آپ کے والد کا نام یعقوب اور کارنامہ بزرگان ایران میں ایوب ہمدانی مذکور ہے۔

۲۔ عمدۃ المقامات، صفحہ ۵۴، حاجی محمد فضل اللہ، مکتب الحقیقہ، استنبول، ۱۹۹۶ء

۳۔ رشحات عین الحیات صفحہ ۳۴

۴۔ عمدۃ المقامات صفحہ ۵۴، ۵۵

۵۔ رشحات عین الحیات ص ۳۴

۶۔ تاریخ وتذکرہ خواجگان نقشبند، صفحہ ۲۷۳، ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا، اشاعت اول ۲۰۱۴ء، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ

مجددیہ، میانوالی

خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں لکھا کہ آپ امام ابوحنیفہ کہ مذہب پر تھے۔خواجہ محمد پارسا نے یہ بات واضح کرنے کے لیے لکھی کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ آپ شافعی مذہب پر تھے کیونکہ آپ شافعی فقیہ ابو اسحاق شیرازی کے خاص شاگرد تھے اور انہی سے علم پڑھا۔لیکن آپ ابوحنیفہ کے مذہب کے پیروکار تھے۔یہی وجہ تھی کہ خواجہ یوسف ہمدانی نے بعد میں ہمدان وغربِ ایران کو چھوڑ کر مرو وہرات (جو کہ مشرقِ ایران کے شہر ہیں) کو اپنی اقامت ورہائش کے لیے پسند فرمایا تھا کہ مشرقی ایران میں لوگ اکثریت میں حنفی مذہب کے پیروکار تھے۔

۷۔رشحات عین الحیات صفحہ ۳۴

۸۔ تاریخ وتذکرہ خواجگان نقشبند، صفحہ ۲۷۴۔ رشحات، جلد ۱: ۱۴، حضرات القدس جلد ۱: ۱۱۴۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۷۱

۹۔حضرات القدس جلد ۱: ۱۱۴، ۱۱۵ بہجتہ الاسرار ص ۱۴۷، تذکرہ مشائخ نقشبند، ص ۲۷

۱۰۔رسالہ صاحبیہ، ص ۷۱

۱۱۔رسالہ صاحبیہ، ص ۸۷

۱۲۔رسالہ آداب طریقت، ص ۲۰۵

۱۳۔رسالہ آداب طریقت

۱۴۔رسالہ صاحبیہ ص ۹۹

۱۵۔رسالہ رتبۃالحیات ص ۱۳۸

۱۶۔ شیخ نجیب الدین بزغش شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے مشائخ کے ملفوظات پر مشتمل

ایک صحیفہ ملا۔ میں نے جب اس کا بغور مطالعہ کیا تو مجھے حد درجہ خوشی ہوئی۔ چنانچہ میں نے اس تصنیف کے بارے میں جاننا چاہا اور ان کی دوسری تصانیف کے بارے میں معلومات جاننا چاہیں۔ ایک رات خواب میں ایک بارعب اور باوقار شخص سفید لباس زیب تن کیے نورانی چہرے کا مالک کو خانقاہ کے اندر داخل ہوتے دیکھا۔ وہ وضو فرمانے کے لیے وضو خانہ میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے بہت خوبصورت سفید رنگ کا جبہ پہن رکھا تھا۔ جس پر بڑے بڑے لفظوں میں سونے کے پانی سے آیت الکرسی لکھی ہوئی تھی، جس نے پورے لباس کو اپنے حصار میں کیا ہوا تھا۔ میں ان کے پیچھے ہولیا، انہوں نے اپنا جبہ اتار کر مجھے دے دیا، چنانچہ کیا دیکھتا ہوں کہ اس جبہ کے نیچے اس سے بھی زیادہ شاندار سبز رنگ کا جبہ ہے، اس پر بھی اسی طرح آیت الکرسی لکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسے بھی اتار کر مجھے دیتے ہوئے فرمایا "میرے وضو کرنے تک انہیں پکڑو" وضو کرنے کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان دونوں ملبوسات میں سے ایک میں نے تم کو دل دے دیا ہے۔ اب تم کون سا لینا پسند کرو گے؟ میں نے کوئی لباس اختیار کرنے کی بجائے عرض کیا کہ آپ جو چاہیں دے دیں، مجھے آپ کی دی ہوئی چیز ہر حال میں قبول ہو گی۔ چناچہ انہوں نے سبز رنگ کا جذبہ مجھے پہنا دیا اور سفید جبہ خود زیب تن فرمایا۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں اس کتاب کا مالک (مصنف) اور جس شخص کو تم تلاش کر رہے تھے میں وہی یوسف ہمدانی ہوں. اس کتاب کا نام رتبہ الحیات ہے، میری اس کتاب سے بھی بہتر کتابیں موجود ہیں مثلاً منازل السائرین اور منازل السالکین۔ میں جوہیں خواب سے بیدار ہوا تو بہت خوشی محسوس کر رہا تھا۔

۱۷۔ میں نے ذاتی طور پر فیس بُک کے ذریعے ڈاکٹر توسن صاحب سے رابطہ کیا تھا اور آپ سے خواجہ یوسف ہمدانی کی تصانیف و رسائل کے بارے میں بات ہوئی تھی تو آپ نے تصدیق فرمائی۔ آپ نے منازل السائرین کے حوالے سے بتایا کہ نجیب مایل ہروی منازل السائرین کو مرتب کرنا چاہتے تھے لیکن بہت زیادہ علیل ہونے کی وجہ سے وہ کتاب مرتب نہ کر سکے۔

۱۸۔ رسالہ صاحبیہ ص ۹۰

۱۹۔ رسالہ صاحبیہ ۸۲

۲۰۔رسالہ صاحبیہ ص۷۸

۲۱۔رسالہ صاحبیہ ص۷۷

۲۲۔رسالہ صاحبیہ ۷۹

۲۳۔ مجموعہ رسائل خواجہ یوسف ہمدانی صفحہ ۵۲

۲۴۔رشحات جلد ا:۱۴، عمدۃ المقامات ص۵۶



تعارف مخطوطات

دعائے حرز یمانی

محمد یعقوب براہوی

حرز یمانی وہ عظیم الشان دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ یہ دعا حضرت جبرائل علیہ السلام نے اللہ تعالی کے امر سے حضور ﷺ کو سکھائی اور حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تعلیم فرمائی۔

ایک روایت کے مطابق یہ دعا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول پاک ﷺ کو اس وقت پہنچائی جب آپ مقام ابراہیم علیہ السلام میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اس کا نام دعائے سیفی اور حرز الصحابہ بھی ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق اس دعا کو حرز یمانی اس لیے کہتے ہیں کہ ملکِ یمن کا معزول اور مغلوب بادشاہ باطنی وغیبی مدد کا طالبگار ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ نے رحم فرما کر بادشاہ کو یہ دعا عطا کی اور اور پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ بادشاہ نے دعا پڑھنا شروع کی اور بہت جلد اپنی کھوئی ہوئی سلطنت واپس مل گئی اور خوب ترقی و عروج پایا اس وجہ سے اس دعا کو دعائے حرز یمانی بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت شاہ ہمدانؒ کے کامل خلیفہ شیخ نور الدین جعفر بدخشیؒ لکھتے ہیں کہ ایک بار دل میں خیال آیا کہ دعائے حرز یمانی سے متعلق حضرت سعادت سید علی ہمدانیؒ سے استفسار کروں کہ آیا یہ دعا حضور اکرم ﷺ سے بیان ہوا ہے یا نہیں؟ اگر چہ یہ ادب کے خلاف ہے اس لیے میں نے اپنے سوال کو دل میں رکھ لیا دوسرے دن برہان الدین الہیٰ سے ملاقات ہوئی اور فرمایا کل رات حضرت سید سعادت سید علی ہمدانیؒ کی خدمت میں گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی صبح رخصتی کے وقت حضرت سعادت نے فرمایا کہ عزیز نور الدین جعفر سے کہہ دینا کہ حرز یمانی جیسے دعائے سیفی بھی کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

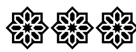
”اور اسے پڑھنا چاہئے کیونکہ اس کے پڑھنے میں بہت فیوض برکات ہیں۔“

شیخ نور الدین جعفر بدخشیؒ مزید لکھتے ہیں کہ ایک اور مجلس میں حضرت سعادت میر سید علی ہمدانیؒ نے فرمایا ہے کہ حرز یمانی اگر ہر وقت پڑھا جائے تو اس کی بے پناہ خاصیتیں ہیں اس کے قاری عطر و خوشبو کی لپٹوں میں

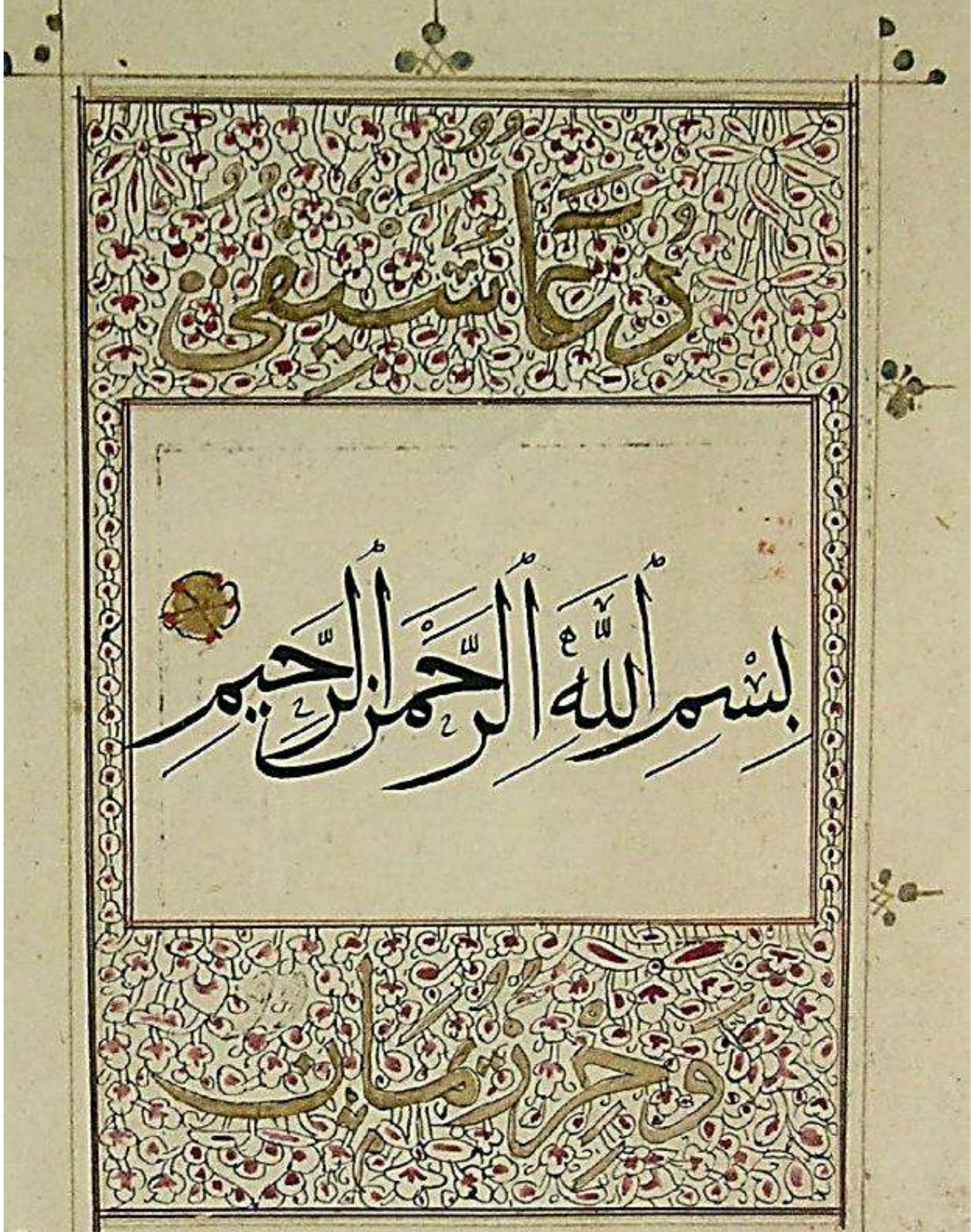
گھر جاتا ہے اس سے پڑھنے کا بہترین وقت صبح صادق اور صبح ذب ہے کیونکہ ان اوقات میں اس کی تاثیر زیادہ قوی ہے۔

صاحبِ خلاصۃ المناقب لکھتے ہیں کہ بدخشان میں شیخ محمد عربؒ نے جناب امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا امیر! میں نے سنا ہے کہ جو شخص حرز یمانی کو ہزار پڑھے بشرطیکہ اول اور آخر صدقہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام دینی اور دنیاوی حاجات پورا کرنے کا کفیل ہو گا۔ حضرت شاہ ہمدانؒ نے فرمایا اگر 40 بار ہی پڑھے پھر بھی کفیل ہو گا لیکن خلوص کے ساتھ پڑھا جانا چاہیئے۔

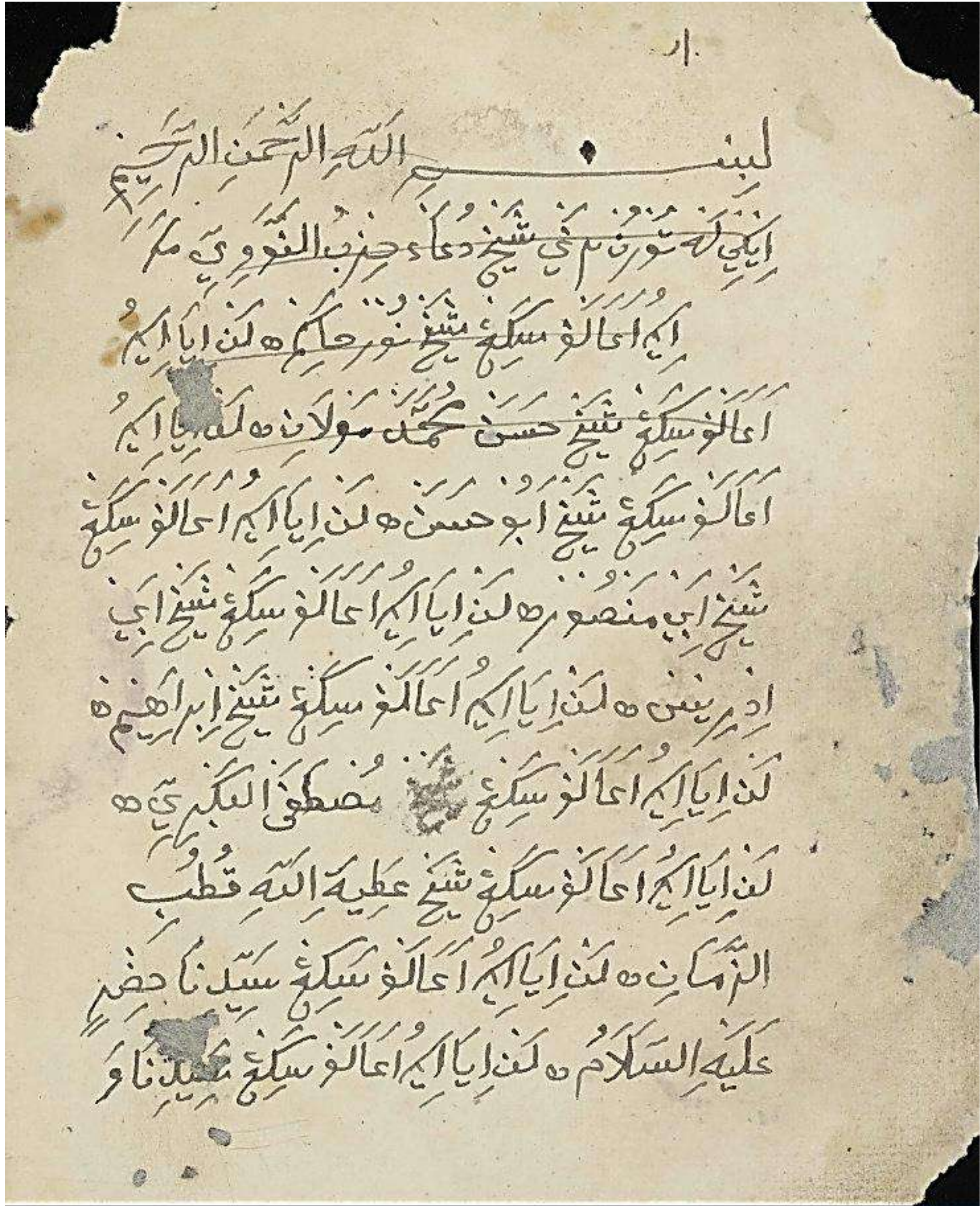
دعائے حرز یمانی سلسلہ قادریہ اور سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ کے ہاں بے حد مقبول ہے۔ مشائخ نے اس دعا کے بہت سے فیوض و برکات بیان کئے ہیں کئی اولیاء کرام نے اپنے اپنے ملفوضات میں اس حوالے سے واقعات و مشاہد کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ صاحبِ خلاصتہ المناقب شیخ نور الدین جعفر بدخشیؒ لکھتے ہیں کہ ایک بار بدخشان سے بلخ کی طرف عزمین سفر تھے بغلان کے قریب پہاڑی پر رات ہوئی مہیب آواز کے ساتھ بڑی سخت اُونچی صدا سنائی دی ساتھیوں سے پوچھنے پر بتایا کہ یہاں ہر سال فصل ربیع کے آغاز میں اس پہاڑی پر بہت سے غول (جنات) آتے ہیں جو لوگوں کو مختلف اذیت دیتے ہیں۔ ہم نے آگ جلائی اور ساتھیوں سے کہا آپ لوگ آرام کریں میں پہرہ دیتا ہوں۔ رفقاء آرام کرنے لگے میں قبلہ رو بیٹھ کر حرز یمانی پڑھنا شروع کیا۔ اس دوران ساتھیوں کو مختلف شکلوں میں چیزیں نظر آنے لگے۔ ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ ہمیں اس علاقے سے فوراً کوچ کرنا چاہیئے ورنہ یہ غول ہمیں شدید نقصان پہنچاسکتے ہیں۔ ہم وہاں سے روانہ ہوئے ابھی تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک سفید چٹان کی مانند کوئی چیز ہمارے قریب آنے لگے۔ میں نے حرز یمانی جاری رکھا اور وہ ہمارے قریب پہنچے تو اُس کے بدن پر بکری کی طرح بال نمودار ہوئے۔ ہم بدستور چلتے رہے۔ ہیبت ناک آواز چیخ و پکار اور مختلف شکلوں سے ہمارا پیچھا کرتے رہے صبح صادق کے وقت ہم ان شیاطین کے شر سے آزاد ہوئے۔



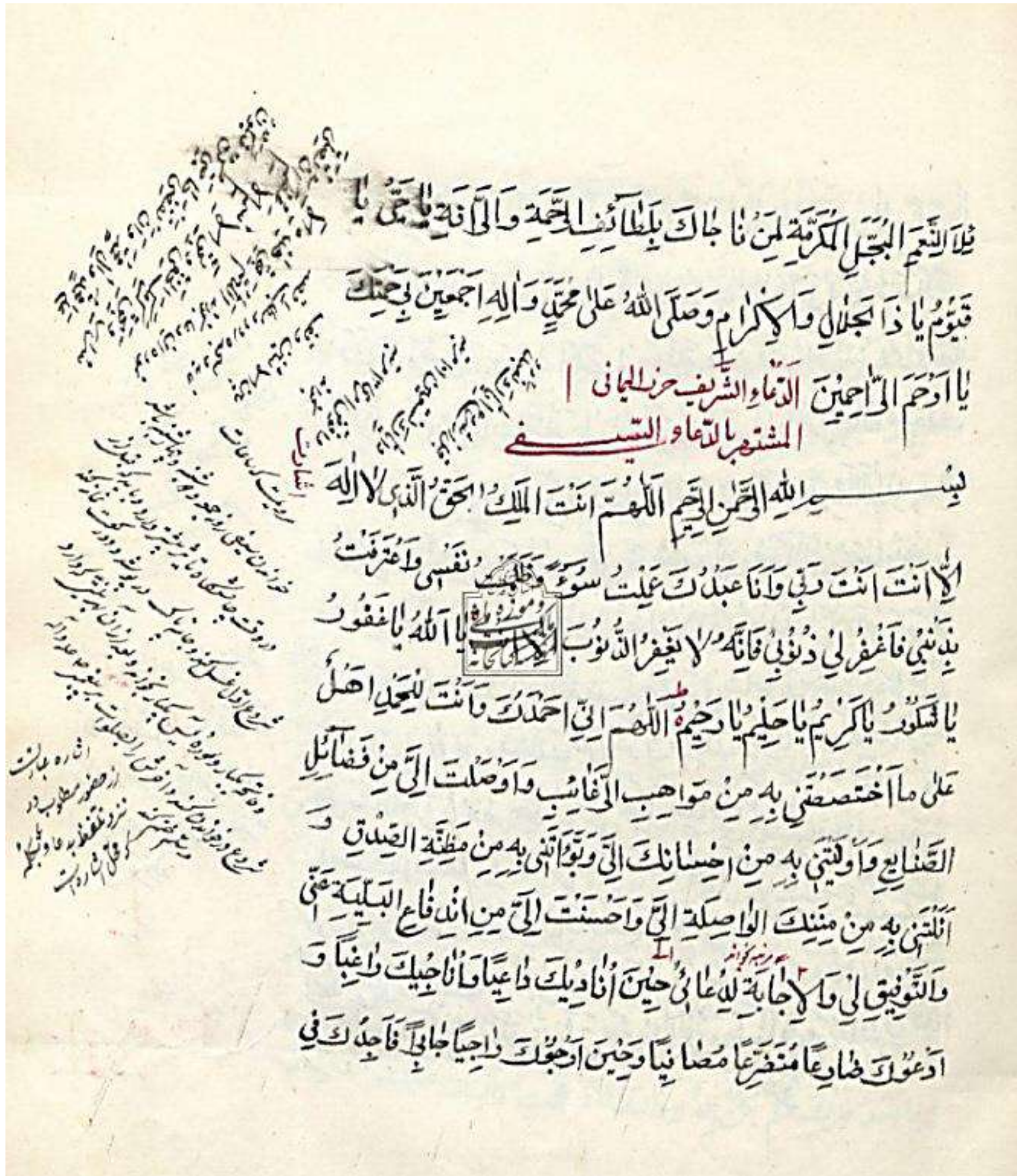
نسخہ حرز یمانی کتابخانہ آیا صوفیا ترکی



حرز یمانی نسخہ ایمسڈیم ہولنڈ


بسم الله الرحمن الرحيم

نسخہ کتابخانہ ملک تہران اسلامی جمہوریہ ایران


تلا النعم الجزل الكريمة لمن ناجاك بلطائف الرحمة والى انت يا حي يا
قيوم يا ذا الجلال والاكرام وصلى الله على محمد واله اجمعين برحمتك
يا ارحم الراحمين الدعاء الشريف حزب اليماني | المشتهر بالدعاء السيفي
بسم الله الرحمن الرحيم اللهم انت الملك الحق الذي لا اله
الا انت ربي وانا عبدك عملت سوءا وظلمت نفسي واعترفت
بذنبي فاغفر لي ذنوبي فانه لا يغفر الذنوب الا انت يا الله يا غفور
يا شكور يا كريم يا حليم يا رحيم اللهم اني احمدك وانت للحمد اهل
على ما اختصصتني به من مواهب الرغائب واوصلت الي من فضائل
الصنائع واوليتني به من احسانك الي وبوأتني به من مظنة الصدق و
انلتني به من منتك الواصلة الي واحسنت الي من الدفاع البلية عني
والتوفيق لي والاجابة لدعائي حين اناديك داعيا واناجيك راغبا و
ادعوك ضارعا متضرعا مصافيا وحين ارجوك راجيا جابيا فاجدك في

تاریخ نور بخشیات

تحفۃ احباب

غلام حسن حسنو

یہ غالباً تیس پینتیس سال پہلے کی بات ہے کہ مرحوم ومغفور پیر سید عون علی الموسوی مرحوم نے اپنے گھر واقع خپلو کی لائبریری کا دروازہ اس حقیر فقیر کے لیے کھول دیا جہاں دو قلمی کتابیں میری نظر سے گزریں ان میں سے ایک خلاصۃ المناقب اور اس کے ساتھ ایک جلد کئی رسالے اور دوسری کتاب تحفۃ الاحباب تھی۔ شاہ صاحب کی عنایتِ خسروانہ سے میں نے ان دونوں کتابوں کو لاہور لے جا کر ان کی فوٹو سٹیٹ نقلین تیار کیں انشااللہ یہاں ہم صرف تحفۃ الاحباب کی بات کریں گے۔

ان دنوں فضل الرحمن داوودی مرحوم پنجاب یونیورسٹی میں استاد ہوتے تھے اور قلمی کتابوں کی خرید وفروخت کا وسیع نیٹ ورک چلاتے تھے افغان جنگ کی وجہ سے افغانستان اور روسی ترکستان کے کتب خانے تقریبا تباہ ہو گئے تھے وہیں محفوظ قلمی کتابوں کا پاکستان میں گویا سیلاب آیا ہوا تھا۔ پیر صاحب مرحوم سے یہ نسخہ لے کر میں نے ۳عدد فوٹو کاپی بنوائی ایک اپنے لیے، دوسری سید محمد کاظمی مرحوم سکسا اور تیسری اخوند ابراہیم مرحوم عسکری گون کے لیے۔ داوودی صاحب نے قلمی نسخہ دیکھ کر ایک لاکھ روپے قیمت کی آفر کی لیکن میں نے نسخہ انہیں دینے کی بجائے پیر صاحب کو واپس کیا البتہ ان کے چھوٹے بیٹے سید لقا علی جن کا چند ماہ پہلے انتقال ہوا ہے، کو داوودی کی پیش کش کا ذکر کیا اور اس بڑی رقم میں نسخہ دینے کی تجویز دی یہ نسخہ پیر مرحوم کی وفات کے بعد سید محمد شاہ نورانی کے پاس تھا اب کہاں ہے اور کس حالت میں ہے؟ مجھے علم نہیں ہے۔

میں نے کتاب کی فوٹو کاپی کو کم از کم تین بار بتام وکمال پڑھا اس کے اندر سے ایک یا دو ورق نہیں باقی مکمل ہے۔ میں نے کتاب پڑھ کر اس کتاب پر ایک تفصیلی مقالہ لکھ کر تحقیقات فارسی اسلام آباد کو بھیجا ان دنوں موجودہ دور کے پاکستانی سب سے بڑے متحرک فارسی دان دانشور اور کتاب شناس ڈاکٹر عارف نوشاہی ادارے کے تحقیقی مجلے "دانش" کا ایڈیٹر تھا انہوں نے میرا مقالہ دانش میں شائع کیا پھر یہ مقالہ حک واضافہ کے بعد نوائے

صوفیہ میں شائع ہوا انہی دنوں ہمارے بھائی محمد رضا اخوندزادہ نے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا۔

جن دنوں میں نے مقالہ لکھ کر شائع کیا ان دنوں اس کے سوا کسی اور نسخے کا ہمیں علم نہیں تھا اس کی اشاعت کے بعد معلوم ہوا کہ ایک نسخہ مشہور کشمیری دانشور ڈاکٹر احمد حسن دانی پروفیسر قائداعظم یونیورسٹی کے پاس ہے مگر وہ محض ایک حصہ ہے دانیؒ صاحب کی وفات کے بعد ڈاکٹر اکبر حیدری کا میر شمس الدین عراقی کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون انڈیا میں شائع ہوا اس میں بڈگام سری نگر میں ایک نسخے کی موجودگی کی اطلاع تھی میں نے بڈگام سری نگر آغا سید باقر کو کاپی بھیجنے کی درخواست پر مبنی خط لکھا جواب میں انہوں نے ۴ صفحات کی فوٹو کاپی بھیجی تھی اور پوری کتاب بھیجنے سے معذرت کی تھی۔

انہی دنوں سری نگر یونیورسٹی کے ریکٹر عبدالمجید متوؔ سے رابطہ ہوا پھر یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی کے صدر اور سنٹرل ایشین انسٹیٹیوٹ کے پروفیسر ڈاکٹر غلام رسول جانؔ سے رابطہ ہوا انہوں نے بلتستان میں موجود نسخے کی کاپی منگوائی تقریباً ڈیڑھ سال ہماری خط وکتابت ہوتی رہی مگر بدقسمتی سے کاپی بھیجنا ممکن نہیں ہوا کیونکہ ان دنوں پاک وہند کے تعلقات کشیدہ اور بذریعۂ ڈاک منزل مقصود تک پہنچنا مشکل تھا آخر طے پایا کہ یونیورسٹی کا کوئی نمائندہ اسے لینے بلتستان آئے۔ چنانچہ ڈاکٹر غلام رسول جان خود یہاں تشریف لائے اس کی ابتدائی روداد محترم احسان علی دانش سیر میکی نے اپنی کتاب شمال کے ستارے میں شامل کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب تین دن ہمارے پاس خپلو میں رہے پھر نسخے کی کاپی لے کر واپس گئے انہوں نے پہلے باب اول بمع اردو ترجمہ وتوضیحات ایک جلد میں 2006ء میں شائع کی پھر باب اول سے باب سوم تک کو اسی طرز پر ایک جلد میں جلد اول کے عنوان سے 2015ء میں اور باب چہارم کو جلد دوم کے عنوان سے 2018ء میں شائع کی۔

باب اول پر مشتمل جلد اول کے مقدمہ میں سفر بلتستان کی پوری روداد موجود ہے لیکن دوسری بار اشاعت میں کیونکہ کتاب بہت ضخیم ہوگئی تھی چنانچہ انہوں نے اس روداد کو قلمزد کردیا ہے۔

دوسری اشاعت 2015ء میں مکمل ہوئی ہے بہترین سفید کاغذ، کمپیوٹرائزڈ کمپوزنگ، اردو کے لیے نوری

نستعلیق اور عربی و فارسی متن کے لیے عربک فونٹ استعمال کیے ہیں کتاب بڑی تقطیع میں شائع کی ہے چنانچہ اس کی قیمت ۱۲۰۰ انڈین روپے ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو مذکورہ بالا تینوں نسخے ملے تھے۔ان میں نسخہ بلتستان سب سے خوشخط،سب سے کامل اور تاریخ و ترقیمہ کی بنأ پر سب سے قدیم اور ترتیب کے لحاظ سے سب سے زیادہ کار آمد نسخہ تھا جس کا اظہار انہوں نے جابجا کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب پہلے سخن ہای گفتنی کے عنوان سے کتاب کی تیاری کے مرحلے میں پیش آنے والے مشکلات ،کتاب کے منابع و مآخذ جمع کرنے کے لیے کئے گئے بیرون ملک اسفاراوراس دوران مختلف موقعوں پر تعاون کرنے والوں کے تشکر کو شامل کیا ہے۔پھر انہوں نے تین مقدمے لکھے ہیں تینوں مقدمے علوم و معارف کا خزانہ ہیں۔مقدمہ اول حضرت میر شمس الدین عراقی کے شرح احوال پر مشتمل ہے یہ صفحہ ۱۱ سے ۲۱ تک ہے پھر مقدمہ دوم ہے جو صفحہ ۲۲ سے ۵۰ تک ہے اس کا عنوان کشمیر میں فارسی تذکرہ نویسی کا ارتقأ ہے اس میں کتاب کے مصنف کی حالات زندگی اور کتاب کی اہمیت وافادیت پر سیر حاصل گفتگو ہے پھر نور بختیوں کی فرہنگ وثقافت کے عنوان سے مقدمہ سوم ہے جس میں مسلک نور بخشیہ کے بارے انتہائی عالمانہ، محققانہ گفتگو کی ہے یہ صفحہ ۵۱ سے ۶۵ تک ہے یہ حصہ بذات خود ایک کتابچہ ہے پھر ان مندرجات کے ۲۲۲ حوالہ جات دیے ہیں اس سے مصنف کے وسعت مطالعہ،ذوق تحقیق،وسعت نظری اور علمی مذاق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

محقق کا اندازِ تحقیق قابل داد ہے وہ پوری کتاب جو ۴ ابواب پر مشتمل ہے کو تین تین حصوں یعنی کل ۱۲ حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

(۱)فارسی متن

(۲)اردو ترجمہ

(۳)حواشی۔

پہلے ہر باب کا تحقیقی فارسی متن نقل کرتے ہیں اس حصے میں میں تینوں نسخوں میں موجود لفظی فرق کی نشاندہی کرتے ہوئے درست لفظ کا چناو کرتے ہیں۔ تحقیق و تدقیق کا یہ انداز بین الاقوامی مسلمہ معیار کے عین مطابق ہے۔

دوسرے حصے میں متن کے بعد اس کا اردو میں سلیس ترجمہ ہے۔وہ دوران ترجمہ مختلف احادیث واقوال واقعات، اشارات، تلمیحات اور اعلام پر نمبر لگاتے چلے جاتے ہیں کیونکہ کتاب میں بکثرت اشعار، نظمیں اور مثنویاں ہیں وہ ان کا منظوم ترجمہ کرتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے ان کا یہ منظوم ترجمہ ہم نے کچھ کمزور پایا۔

تیسرے حصے میں محقق ممدوح حصہ دوم میں نمبر لگی تمام باتوں کو حواشی، توضیحات و تعلیقات کے عنوان سے پیش کرتے ہیں اس حصے میں مآخذ و مصادر درج کرتے ہیں اور ان کی توضیح و تشریح کرتے چلے جاتے ہیں۔ان کی یہ توضیح و تشریح انتہائی عالمانہ، محققانہ اور معلومات کا خزانہ ہے۔یہ حصہ کتاب کے قاری کو کتاب کماحقہٗ سمجھا دیتا ہے اور کسی مزید توضیح و تشریح اور چھان پھٹک سے مستغنی بنا دیتا ہے۔ ان کی یہ توضیح و تشریح کا حصہ اصل اردو ترجمہ کے تقریباً برابر ہے۔

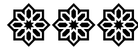
کتاب کے آخر میں مقدمہ اوراور حواشی میں استفادہ کردہ کتب ورسائل کی تفصیلی فہرست ہے جس میں ۱۴ قلمی اور ۸۹ مطبوعہ کتابوں کی فہرست ہے جن میں میر سید محمد نور بخش کے متعدد تصانیف کا ذکر بھی موجود ہے۔

تحفۃ الاحباب اگرچہ میر شمس الدین عراقی کی سوانح عمری اور کشمیر میں ان کی تحریکی سرگرمیوں کا تفصیلی تذکرہ ہے لیکن ساتھ ہی یہ سلسلۂ نور بخشیہ کی ابتدا و عروج کی تاریخ اور کشمیر وماوراْ النہر میں نور بخشی درخشاں دورِ عروج کی تفصیلی تاریخ بلکہ انسائکلوپیڈیا ہے اس کتاب کے قلمی نسخوں کی کمیابی اور عدم اشاعت کی وجہ سے سلسلۂ نور بخشیہ کو بہت بڑی قیمت چکانی پڑی ہے وہ ہے میر شمس الدین عراقی کی اصل شخصیت پس منظر میں چلی گئی جو کشمیر میں مبلغ و محافظِ اسلام، روحانیت کے پرچار اور اسلامی اخوت وبھائی چارے کے داعی اور مساجد و خانقاہوں کے مؤسس تھے ان کی جگہ ایک ایسے عراقی کی تخلیق ہوئی جو تفرقہ باز، حیلہ جو، جھگڑالو، انسان دشمن، اور تمام

برائیوں اور انسانی عیبوں کا مجمع نہ جانے کیا کیا ہیں۔ ایسے عراقی کی تخلیق ہی کیا ہوئی اسی کے بہانے نور بخشی علمی آثار نذرِ آتش، عراقی اور ان کے اخلاف کے مزارات کے انہدام و تخریب اور فرقہ وارانہ ختم ہونے والا فساد اور نور بخشیت کا کشمیر سے خاتمہ ہوا۔

اس کتاب کو ایک کشمیری پنڈٹ نے انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے اب ڈاکٹر صاحب کی شایان شان طریقہ سے اشاعت کے بعد مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں کشمیر پر لکھی جانے والی تاریخی کتابوں میں تخلیق کردہ شمس الدین عراقی کے بجائے اصل میر شمس الدین کی شخصیت پیش کریں گے۔

میں اس کتاب کی تدوین نو، اور اشاعت پر ڈاکٹر غلام رسول جان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اب تیسری بار اسے شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف اسلام آباد نے شائع کیا ہے جس میں آج کل پاکستان میں رائج بہترین رائس کلر کاغذ، بہترین پیش کش اور مضبوط جلد استعمال ہوا ہے بڑی تقطیع پر مشتمل کتاب کی 650روپے نہایت مناسب قیمت ہے، ہر نور بخشی گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے۔



نشرِ مکرّر

بچوں سے شفقت سیرۃ النبیؐ کی روشنی میں

علی حسن چھوربٹی

(نشرِ مکرر کے عنوان سے اس شمارے میں نوائے صوفیہ شمارا ۱۱۲ میں شائع شدہ علی حسن چھوربٹی کا مضمون بچوں سے شفقت سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں شامل اشاعت ہے)

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بگڑی ہوئی اولاد کے والدین اس کی ذمہ داری ایک دوسرے پر عائد کرتے، خود کو بری الذمہ سمجھتے ہیں مگر یاد رکھئے اولاد کی تربیت صرف ماں یا محض باپ کی نہیں بلکہ دونوں کی یکساں ذمہ داری ہے۔ قیامت کے دن دونوں سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ سورۃ التحریم آیہ:٦

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے یہ آیات مبارکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے تلاوت فرمائی وہ یوں عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ہم اپنے اہل وعیال کو آتش جہنم سے کیسے بچاسکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں کا حکم دو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور ان چیزوں سے منع کرو جو اللہ کو ناپسند ہو۔ اس طرح حضور اکرم ﷺ فرماتے کہ "تم سب نگران ہو اور تم میں ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" آدمی اپنے اہل عیال کا نگران ہے اس سے اس کے اہل عیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کا نگران ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا۔ (صحیح بخاری)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ "جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں"۔

آپ ﷺ بچوں کے ساتھ انتہائی محبت و شفقت والا معاملہ فرماتے اس بات کا اندازہ آپ ﷺ کی اس حدیث مبارک سے ہوتا ہے کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑون کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

آپ ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے ہمیں اس بات کا درس ملتا ہے کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ ہمیشہ شفقت اور پیار کا معاملہ کریں۔ حضور ﷺ کی حضرت حسنین کریمین سے شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ یہ دونوں بھائی بچپن میں حالت نماز میں آپ ﷺ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے، کبھی دونوں ٹانگوں کے بیچ سے گزرتے رہتے آپ ﷺ نماز کی حالت میں بھی ان کا خیال فرماتے جب تک وہ کمر سے نہ نیچے اترتے آپ ﷺ سجدے سے سر مبارک نہیں اٹھاتے بلکہ تسبیح سجدے کو بڑھاتے اور آپ ﷺ اگر انہیں گود میں لیتے کندھے پر اٹھاتے ان کا پیار سے بوسہ لیتے انہیں سونگھتے اور فرماتے کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشبو ہو۔

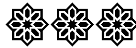
ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے آج تک کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی من جانب رحم نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح حضرت عدہ بن ثابت سے روایت ہیے کہ رسول حسنین کو اپنے کندھے پر سوار کیے ہوئے تھے اور یوں دعا کر رہے تھے۔ اللھم انی احبہ فاحبہ یعنی اے اللہ یہ مجھے محبوب ہے آپ بھی اسے اپنا محبوب بنا لیجیے۔ مندرجہ بالا احادیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ بچوں کے ساتھ کتنا پیار شفقت فرماتے تھے اور کیسی تربیت فرماتے تھے۔

اگر ہم اسلامی وقار کے حامل ماحول کے متمنی ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے اولاد کی بھی بدنی تربیت کرنی ہو گی۔ کیونکہ اگر ہم تربیت اولاد کی اس ذمہ داری کو ایک بوجھ سمجھ کر اس سے غفلت برتتے رہے یا جی چراتے رہے اور نسلوں کو خطرناک حالات میں بالکل بے لگام گھوڑے کی طرح آزاد چھوڑ دیا تو نفس اور

شیطان انہیں اپنا آلہ کار بنالیں گے جس کے نتیجے میں نفسانی خواہشات کی آندھیاں انہیں صحرائے عصیاں میں سرگرداں رکھیں گی اور عمر عزیز کے چار دن آخرت بنانے کے بجائے صرف دنیا جمع کرنے میں صرف کردیں گے اور یوں گناہوں کا انبار لے کر وادی موت کے کنارہ پہنچ جائیں گے۔ جس کی ذمہ داری ماں باپ پر عائد ہوگی کیونکہ ماں باپ نے انہیں اچھے برے کی تمیز نہیں سکھائی۔

رحمت الٰہی شامل حال ہوئی تو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق مل جائے۔ وگرنہ دنیا سے کف افسوس ملتے ہوئے نکلیں گے اور قہر کے گڑے میں چلے جائیں گے۔ سوچیے تو سہی جب بچوں کی مدنی تربیت نہیں ہوگی وہ معاشرے کا بگاڑ دور کرنے کے لیے کیا کردار ادا کرسکیں گے۔ جو خود جہالت کے اندھیرے میں ڈوب رہا ہو وہ دوسروں کو کیا بچائے گا۔ جو کہ پستی کی طرف محو سفر ہو وہ دوسروں کو بلندی کا راستہ کیونکر دکھائے گا۔ میری اپنے بھائیوں اور ماں بہنوں سے درخواست ہے کہ آپ تمام اپنے بچوں کی نیک اور اچھی تربیت کریں۔ انہیں برائیوں اور بری صحبت سے روک کر اچھے تعلیم اور تربیت دیں۔ بچپن سے نماز روزے اور قرآن کی تعلیم دیں۔ تاکہ کل یہی بچہ جوان ہو کر دین کی خدمت کرسکے۔ پیارے نبی کریم ﷺ کے طریقے پر چل سکے اور ماں باپ کی خدمت کرسکے۔



دینیات

دین اسلام میں آسانیاں

نجم الدین ہمدانی

اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لیے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے اور ساتھ ہی ان پر کتب وصحیفے نازل فرمایا تاکہ بنی نوع انسان کو ان کی روشنی میں راہ راست پر قائم رکھیں اوران کی زندگی کے معمولات متوازن اور معتدل رہیں۔اللہ نے اس کا بھی اہتمام فرمایا کہ وقت کے تقاضوں اور زمانے کے ارتقا کو مد نظر رکھ کر کچھ خاص رسولوں کو صاحب شریعت بناکر اس دنیا میں وارد کیاجائے تاکہ وہ اس کے اوربعد کے ادوار کی ضروریات،تقاضوں اور مستقبل قریب کی ضروریات کے مطابق ان کی تربیت کریں اورانہیں پروان چڑھانے میں مدد دیں۔

ان رسولوں نے اپنی قوم پراحسن ومدلل طریقے سے تمام حجت فرمایااور لوگوں کو صراط مستقیم پر مستقل قائم رکھنے کی بھرپور کوشش کی تاکہ انسانی زندگی کا سفر اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے دائرے کے اندر بسر ہوں۔انہی میں سے اللہ تعالی نے نبی کریم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آخری نبی بناکر بنی نوع انسان پر عموما اور اس اُمت پر خصوصا عظیم احسان و تمنین فرمایااور ایک ابد الابد تک رہنے والی ہدایت قرآن مجید بھی نازل فرمایا تاکہ انسان اپنی زندگی اورروزمرہ کے معمولات کو قرآن اور صاحب قرآن کی منشا کے مطابق تشکیل دیں اور اس میں رنگ بھریں۔

اسی قرآن مبین میں اللہ تعالی نے دین اسلام سے متعلق واضح احکام اورہدایات رقم فرمایااور خاص طور پر اللہ نے ہمارے لیے ایک خاص طرززندگی کو پسند فرمایا جسے دین اسلام کانام دیا گیا۔

ان الدین عند اللہ الاسلام ۔بلاشبہ اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔

اس کے سوا باقی تمام ادیان کو قابل رد قرار دیا چنانچہ فرمایا۔

ومن یرغب عن الاسلام فلن یقبل منہ۔جو دین اسلام سے پھر کر کوئی اور دین اختیار کرے ہر گز قبول نہیں کیے جائے گا۔

اللہ تعالی نے دین اسلام سے متعلق عمومی ہدایت اور وضاحت فرمادی ہے کہ دین اسلام آسان ہے نہ کہ مشکل وصعب۔ قرآن میں اسی حوالہ سے ارشاد ہوا ہے۔

ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔یعنی اللہ نے دین میں تمہارے لیے کوئی تنگی اور مشقت نہیں رکھی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اس کی تشریح فرمائی ہے کہ

إن الدین یسر ۔بے شک دین میں آسانیاں ہیں۔

دراصل آسانی اور مشکل کا دارومدار انسانی رویہ، مہارت، زیرکی اور کردار پر ہے قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ: مشکل کے ساتھ آسانی اور آسانی کے ساتھ مشکل ہوا کرتا ہے۔

ان مع العسر یسرا فان مع العسر یسرا۔یعنی مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

اسی سلسلے میں ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

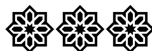
مشکلی نیست کہ آسان نشود　　　　مرد باید کہ ہراسان نشود

ہم نے اوپر کہا تھا کہ کسی کام کے مشکل ہونے یا آسان ہونے کا انسانی رویے کے ساتھ گہرا تعلق ہے ۔قرآن پاک اس سلسلے میں بھی ہماری راہنمائی کرتا ہے۔مثلاً قرآن نماز کی مثال دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ

وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین۔ کہ نماز گراں و بھاری ہے مگر اللہ سے ڈرنے والوں پر نہیں۔

یعنی اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے نماز کوئی گراں و بھاری اور مشکل و دشوار کام نہیں لیکن خاشعین کے سوا باقی لوگوں کے لیے یہ بہت بھاری، گراں اور مشکل کام ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں کتنی سہولت اور آسانی کے ساتھ نماز کی ادائیگی ہوتی ہے ہم نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ مساجد میں جماعت کے ساتھ سہولت نماز ادا کرتے ہیں اس میں کوئی مشکل یا دشواری نہیں لیکن ہمارا یہی آسان کام ایک فاسق وفاجر انسان کے لیے بے حد مشکل ،بھاری اور دشوار کام بن جاتا ہے کبھی وقت کی کمی آڑے آتی ہے کبھی وضو کے لیے پانی کا فقدان، کبھی صحت کی خرابی، کبھی جگہ کی تنگی غرض طرح طرح کے مسائل ایسے بدبخت کو نماز سے دور رکھتے ہیں۔یہی حال دوسرے معاملات میں بھی ہے۔اسی سہولت کی طرف قرآن اور حدیث میں اور بھی کئی واضح اشارات ملتے ہیں۔ اس کی ایک اور مثال نمازوں کا گھروں میں پڑھنے کی رخصت اور سہولت ہے۔وضو میں تیمم، سفر اور علالت کے دوران روزوں کا قصر،اسی طرح بے شمار مسائل ہیں جو تھوڑی بہت دشواری کی حالت در پیش ہونے پر آسان صورت میں ادائیگی کر سکتا ہے۔

فقہی اصطلاح میں ان آسانیوں اور سہولتوں کے لیے رخصت کا لفظ لغوی (lexically) اور اصطلاحی (technically) مستعمل ہے۔دراصل ان سہولتوں،رخصتوں کے ذریعے اللہ تعالی یہ دیکھتا ہے کہ اس کے احکام کی کون تعمیل کرتا ہے کون سرکشی؟ کون فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتا ہے اور کون نافرمانی؟ اللہ تعالی ہمیں دین کے حقیقی منشا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔



یادرفتگان

بیاد آخوند علی حسنؒ ہندوستان

جی ایچ معروفی اسلام آباد

برصغیر کی تقسیم سے پہلے بلتستان کے لوگ محنت مزدوری کے لیے جنوبی علاقوں یعنی کشمیر اور پھر اس سے آگے شمالی ہندوستان جایا کرتے تھے گلگت اوراس سے آگے پنجاب جانے کا راستہ محض شکاریوں کے گزرنے کے قابل تھا عام سفر کے قابل نہیں تھا چنانچہ یہاں کے لوگ کشمیر کے راستے شمالی ہندوستان کے دھرہ دون، شملہ، منصوری اور نینی تال جاتے تھے۔ یہ علاقے انڈیا کے صوبے صوبہ متحدہ اور ہماچل پردیش میں واقع ہیں بلتی لوگ سردیاں ان علاقوں میں محنت مزدوری کرتے اور سردی ختم ہوتے ہی بلتستان کارخ کرتے تھے کیونکہ علاقے میں تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں تھا بیروزگاری عام تھی اگرچہ اہل بلتستان سو فیصد زمیندار تھے لیکن یک فصلی ہونے، قابل کاشت رقبہ کم ہونے اور ناموافق موسمی حالات کی وجہ سے سال بھر سخت محنت کے باوجود اتنی پیداوار حاصل نہیں ہوتی تھی جس سے دو وقت کی روٹی میسر آئے۔ چنانچہ لوگ (خپید) موسم بہار کے تین مہینے خشک خوبانی کے رس (فرینگ چھو) پیتے، پھل پکنے پر شہتوت خوبانی کھا کر اسی پر گزارا کرتے تھے۔ غرض بلتستان سے ان علاقوں میں بکثرت لوگ گئے اور بہت سے لوگ واپس آئے بہت سے لوگ تقسیم ملک کے بعد پاکستان کے شہروں راولپنڈی، لاہور، کراچی اور کوئٹہ میں جا آباد ہوئے اور بے شمار لوگ تقسیم برصغیر کے بعد وہیں رہ گئے امباڑی دھرہ دون میں خپلو سے جاکر رہنے والے کاچو حسن خان جو آٹھ دس سال پہلے یہاں آئے تھے، کے مطابق صرف دھرہ دون میں ایک ہزار بلتی گھرانے مستقل مقیم تھے۔

انڈیامیں اہل صوفیہ نوربخشیہ کے معتمد خاص اور ناظم اعلیٰ مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ اور خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ امباڑی آخوند علی حسنؒ صاحب تھے جو چند مہینے قبل مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات سے ہندوستان کے اہل نوربخشیہ بشمول لداخ، کارگل، نوبرا ایک مخلص

ودرویش صفت مجاہد ملت سے محروم ہو گئے ان کی وفات سے ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہوا ہے جسے پر کرنے میں کافی وقت لگے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اوراجر جزیل عطا فرمائے (آمین)

آخوند علی حسن مرحوم سے ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹر نیشنل اور خطوط کے ذریعے رابطے میں رہاہے اور جب سے ماہنامہ شروع ہوا ناچیز چیف آرگنائزر کی حیثیت سے انہیں مفت رسالہ اور مفت مختلف کتابیں بذریعۂ ڈاک بھیجتارہا، مرحوم فرماتے تھے ہندوستان میں مولانا حمزہ علی مرحوم نے فلاح المومنین، نور المومنین، قائم الحق وغیرہ کتابیں لکھ کر اس مسلک پر بڑا احسان کیا تھا۔ وہاں کے اہل نوربخشیہ ان کتابوں سے استفادہ کرکے مسلک سے وابستہ رہے۔ تقسیم برصغیر کے بعد وہاں مقیم اہل نوربخشیہ بے سروسامانی کے عالم میں رہے تاہم اس وقت کے نیم خواندہ حضرات کی کوششوں سے بچے کھچے لوگ متحد رہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آخوند علی حسن اور ان کے رفقا کی کوششوں سے وہاں پہلی نوربخشی مسجد بنی بعد ازاں مدرسہ قائم ہوا۔ پورے ہندوستان بشمول لداخ، کارگل، نوبراہ کے اہل نوربخشیہ نے مل کر مدرسہ تعمیر کرنے میں کامیابی حاصل کی اب ماشاء اللہ ایک وسیع وعریض جگہ پر مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ قائم ہے جہاں ملک کے مختلف علاقوں سے طلباء حصول علم کے لیے آتے اوراپنا علمی پیاس بجھاتے ہیں۔

آخوند حسن اور لداخ، کارگل کے اہل صوفیہ نوربخشیہ کی طرف سے آنے والے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہنامہ نوائے صوفیہ نے پاکستان اور ہندوستان دونوں ملکوں میں بسنے والے اہل نوربخشیہ کے درمیان پل کا کردار ادا کیاورنہ اس سے پہلے کوئی رابطہ نہیں تھا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ تبدیلی مسلک کر بیٹھے اور مزید کرنے والے تھے۔ ایسی حالت میں ہندوستان کے علاقوں میں ماہنامہ نوائے صوفیہ نے عوام میں زبردست انقلاب اوراستقلال پیدا کیا۔ مولانا حمزہ علی اور علامہ محمد بشیر مرحومین کی کتابوں نے لوگوں کو دائیں بائیں جانے

سے روک لیا ایسی حالت میں آخوند علی حسن کا کردار ناقابل فراموش ہے انہوں نے لداخ، کارگل نوبراہ تک تبلیغی دورہ کیا اور لوگوں میں جذبۂ ایمانی جگانے کے ساتھ اس مسلک سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہے، ساتھ ہی مدرسے کی تعمیر اور اس کے لیے چندہ اور طلباء کو اس مدرسہ میں داخلے کی پیشکش بھی کی۔

یادرہے آخوند علی حسن مرحوم کے آباؤاجداد بلتستان کے گاؤں یوچنگ سے تعلق رکھتے تھے موجودہ موضع یوچنگ کی آبادی میں سے اکثر خپلو کے محلہ باقرپی گوند سے بطور میر واعظ یوچنگ منتقل ہونے والے بزرگ کی اولاد ہیں یہ بھی یاد رہے کہ باقرپی گوند کے میر واعظ حیدر ملک اور ان کے بیٹے مولانا اسماعیل میر شمس الدین عراقی کے مرید تھے عراقی جب ۹۱۱ھ میں خلو سے کشمیر واپس جانے لگے تو راجہ خپلو بہرام چو نے عراقی سے کسی مرید کو چھوڑ جانے کی درخواست کی تھی چنانچہ عراقی نے مولانا حیدر اور ان کے بیٹے اسماعیل کو یہاں چھوڑا تھا ان کی اولاد اب بھی باقرپی گوند، تلس، یوچنگ، ابادان کے میر واعظ اور خسیر گرونگ، ستر ونپی، کونیوا، ہچھی کے اخوند ہیں۔ مولانا حمزہ علی بھی باقرپی گوند سے خپلو کے محلہ ستر ونپی میں منتقل ہونے والے کی اولاد ہیں تقسیم ہند سے قبل آخوند علی حسن کے دادا دہرہ دون میں مقیم تھے اور وہ ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے۔ بلتستان سے آنے والے لوگ ان کے پاس کام کرتے تھے ان کے آباؤاجداد نے ہندوستان میں قیام کے دوران مولانا حمزہ علی کا ساتھ دیا تھا جس کی وجہ سے وہ کئی کتابیں شائع کرنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

آخوند علی حسن کے ساتھ منشی حسن مرحوم جن کا گزشتہ دنوں دھرہ دون انڈیا میں انتقال ہوا انہوں نے آخوند حسن کا بہت ساتھ دیاوہ بھی اس مسجد اور مدرسہ کے بانیوں میں سے تھے اور وہ وہیں پڑھاتے بھی تھے۔ منشی حسن نے پاکستان کے دورہ کے موقع پر نمائندہ نوائے صوفیہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ 1944ء میں براستہ کشمیر شملہ منصوری گئے اور باقی پوری زندگی وہیں رہے انہوں نے کہا مرحوم مولانا حمزہ علی 1947ء میں پاکستان آگئے اور راولپنڈی میں قیام کیا اور یہیں فوت ہوئے تاہم ہندوستان میں قیام کے دوران چند ضروری کتابیں شائع

کیں جس سے وہاں مقیم اہل نور بخشیہ مستفید ہوتے رہے کتاب فلاح المومنین اور نور المومنین پاکستان اور انڈیا میں رہنے والے سارے نور بخشیہ ان کتابوں سے مستفید ہوئے خاص طور پر جن ملاؤں کو تقریر کرنا نہیں آتی تھی ان کے لیے یہ نہایت مفید کتابیں ہیں تقابل ادیان بھی ان میں مندرج ہے آخوند علی حسن نے جس کامیابی سے دینی ادارہ بنایا ان کے ساتھ منشی حسن جیسے مخلص لوگ تھے اس کا اندازہ ان کے انٹرویو سے لگایا جاسکتا ہے جس میں کہا تھا اگر چہ ہمارے پاس گنتی کے چند کتابوں کے سوا کوئی عالم دین نہیں ہے اس کے باوجود ہمارے لوگ نور بخشیہ اعمال وعقائد سے مکمل وابستگی رکھتے ہیں۔

حالانکہ غیر نور بخشیہ لوگوں نے ہمارے سادہ لوگوں کو توڑنے کی کافی کوششیں کیں مگر انہیں ہر موقع پر ناکامی ہوئی۔ منشی صاحب نے مزید کہا ناظم اعلی آخوند علی حسن کی قیادت میں مسجد و مدرسہ قائم کر کے اپنی صفوں کو اور بھی مستحکم کر لیے ہیں پہلے تو تمام مذہبی رسومات مولوی حمزہ علی مرحوم ادا کرتے تھے تاہم تقسیم ہند کے بعد جب وہ پاکستان چلے آئے تو یہ ذمہ داری اخوند علی حسن نے بخیر وخوبی سنبھال لیا۔ منشی حسن نے کہا ماہنامہ نوائے صوفیہ نے مدرسہ کے قیام کے لیے کافی اشتہارات شائع کیے۔ جو مدرسہ کی تکمیل میں مددگار ثابت ہوا۔ مدرسہ کے ناظم اعلیٰ نے ماہنامہ نوائے صوفیہ کو ان کی دعاؤں کی قبولیت قرار دیتے ہوئے انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور اس کی اشاعت ہمیشہ جاری وساری رہنے کی دعا کی۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس کتابوں کی کمی ہے لہذا انڈیا میں مقیم اہل تصوف کے لیے ضروری کتابیں ارسال کریں کیونکہ ہمارے سادہ لوگوں کو دوسرے لوگ کتابیں نہ ہونے کے طعنے دے کر تبدیلی مسلک پر مجبور کرتے ہیں اس کے علاوہ مدرسہ میں پڑھانے کے لیے بھی کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ نے ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے چند ضروری کتابیں جن میں دعوت صوفیہ، فقہ احوط، اصول عقائد، نکاح خوانی کے لیے علامہ بشیر کا تحریر کردہ عربی میں کتاب حل العقدین اور تیسری سے پانچویں تک کے اسلامیات کثیر تعداد میں بھیجا جس سے وہاں استحکام ملا۔

یادرہے کہ اس سے قبل کراچی سے ندوہ اسلامیہ نوربخشیہ پاکستان نے ہندوستان کے اہل نوربخشیہ کے لیے فقہ احوط اور دعوت صوفیہ بھیج دیے تھے ان دونوں کتابوں کو انجمن صوفیہ نوربخشیہ دراس کارگل نے شائع کر کے ہر نوربخشی گھر میں موجود ہے علاوہ ازیں مولانا حمزہ علی تینوں کتابیں بھی انجمن صوفیہ نوربخشیہ دراس نے شائع کیا ہے اس کے علاوہ علامہ محمد بشیر کے فقہی مسائل اور ان کا حل بھی کتاب کی شکل میں شائع کر کے پورے انڈیا میں پھیلا دی جس سے فقہی مسائل حل ہو رہے ہیں۔ 1999ء میں آخوند علی حسن نے امباڑی دھرہ دون انڈیا سے کئی خطوط لکھے جنہیں نوائے صوفیہ میں ان کی تصویر کے ساتھ شائع کی تھی جس میں وہ رقم طراز ہیں

" معروفی صاحب کے ارسال کردہ کتابیں اور نوائے صوفیہ باقاعدگی سے مل رہا ہے ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں رسالہ میں بعض حضرات کی جانب سے غیر ذمہ دارانہ بیان اور بے جا تنقید قابل افسوس ہے خدا نہ کرے نوائے صوفیہ آنکھوں سے اوجھل ہو۔ قارئین نوائے صوفیہ سے اپیل ہے کہ وہ نوائے صوفیہ کی حمایت اور اس کے ساتھ تعاون جاری رکھیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد سے انڈیا کے اہل نوربخشیہ کو جو حوصلہ ملا ہے اس کی خبریں اور مضامین دیکھ کر ہمارے نوجوان غیر معمولی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔"

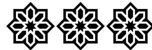
وہ ایک اور خط میں لکھتے ہیں کہ

"اس رسالے کی وجہ سے یہاں اہل نوربخشیہ کو نئی توانائی ملی ہے اب ہم فخر سے یہاں اپنی تعلیمات کا پرچار کرتے ہیں لہذا خدا کے لیے اس رسالہ کو بند کرنے کا نہ سوچیں ہم اپنی جائیداد بھی بیچ کر اس کی مدد کے لیے تیار ہیں کیونکہ مذہبی اجتماعات، خبریں اور تاثرات کے خطوط انتہائی دلچسپ ہیں۔"

ماہنامہ صوفیہ کی اشاعت پاکستان میں علامہ صاحب کی رحلت کی وجہ سے متاثر ہوئی کیونکہ وہی اس رسالے کے ایڈیٹر و پبلشر تھے قانون کے مطابق اس کو جاری رکھنے کے لیے سبسکرپشن سرٹیفکیٹ لینے میں دشواری کی وجہ سے یہ کام نہ ہو سکا جس کی وجہ سے قانونی تقاضے پورا کرنے میں اب تک کامیاب نہیں ہوا تاہم

وقت کے تقاضوں کے مطابق یہ رسالہ نیٹ پر دستیاب ہونا اس کے قارئین کی خوش قسمتی ہے اور اس پر کام کرنے والے حضرات جن میں جناب یعقوب براہوی، مولانا غلام حسن حسنوؔ اور خادم حسین چھوربٹی تینوں کی دلچسپی انتہائی قابل تعریف ہے ان کی علم دوستی کی قدر کرنی چاہیے ورنہ اس دور میں کون ہے جو بلا معاوضہ، مذہبی، علمی اور ٹیکنیکی کام کرے۔ اس سلسلے میں یعقوب براہوی کی خدمات اس لحاظ سے بھی قابل تعریف ہے کہ وہ اس کمیونٹی کی ترویج اور اشاعت کے لیے بزرگان دین کے آستانوں کی زیارت کے لیے وسط ایشیائی ریاستوں اور ایران کے مقدس مقامات کی زیارت کر کے ان کی تصاویر اور ویڈیوز اور مشائخِ سلسلۂ ذہب کے کتابوں کی ریسرچ کر کے قوم کو پیش کر رہے ہیں ایسا کرنے والا بندہ ہمارے بزرگوں کا خواب تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب پورا ہو رہا ہے۔ یہ سب ہماری خوش بختی ہے کارگل، لداخ، نوبراہ اور انڈیا میں بسنے والے اہل نور بخشیہ اپنے اپنے موبائل پر نوائے صوفیہ آرام سے پڑھ سکتے ہیں۔ یہ آپ لوگوں کی دعا قبول ہونے کی نشانی ہے۔

کارگل، لداخ، نوبراہ کے اہل نور بخشیہ کے مذہبی جذبات وغیرہ انشاء اللہ اگلے شمارے میں تحریر کروں گا۔



یادرفتگان

حاجی شاہین نبی مرحوم

غلام حسن حسنو

حاجی شاہین نبی ہمارا ہمسایہ اور بچپن کے ہمجولی تھے۔ عمر میں وہ ہم سے ایک سال چھوٹے لیکن تعلیم میں ایک جماعت آگے تھے۔ ہم نے ابتدائی تعلیم پرائمری سکول گوقپی اور مڈل کی تعلیم ہائی سکول خپلو میں حاصل کی پھر میں دینی تعلیم حاصل کرنے لاہور گیا اور وہ مروجہ جدید تعلیم کے لیے سکردو 1979 میں دونوں چق چن کیس میں حوالات میں ساتھ بند رہے 14 دن بعد میں رہا ہوا اور وہ مارشل لا والوں کے ایک فیصلے کے تحت کچھ مہینے سکردو میں قید ہوئے پھر حالات اور معاشی مجبوریوں نے ہمیں جدا کر دیا گویا

ما و مجنون همدرس بودیم در دیوان عشق

او بصحرا رفت و ما در کوچه‌ها رسوا شدیم

میں معلمی کے پیشے سے منسلک ہو کر بلتستان میں رہ گیا وہ پٹواری بھرتی ہوئے ان دنوں پٹواری ڈی سی سے بھی زیادہ طاقتور خیال کیا جاتا تھا۔ تمام پٹواری رشوت خور کے عرفی نام سے بدنام تھا لیکن سب اس سے ڈرتے تھے۔ کمال کی بات یہ کہ شاہین نبی نے ایک تنخواہ لیے بغیر پٹواری کی ملازمت کو لات ماردی اور اسلام آباد چلے گئے۔ پھر سعودی عرب جاکر ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ملازمت کرتے رہے وہ ملازمت سے ریال کماتے ادھر حج و عمروں کے ذریعے ثواب اور دوسری طرف خوب دینی کام بھی کرتے اور مستحقین کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ قبل وہ مستقل طور پر اسلام آباد میں مقیم تھے اور ایک مہلک بیماری شوگر کے مریض تھے آخر گزشتہ دنوں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

ہمسایہ اور ہمجولی ہونے کے ناتے جب بھی وہ چھٹیوں پر گھر آتے تو ہم ملتے رہتے ایک دفعہ کہنے لگے :

”اتنے عرصے سے سعودیہ میں ہوں تقریباً ہر سال چھٹی پر آتا ہوں تمام دوست و احباب نے اپنے اپنے پسند کے

تحائف کا تقاضا کیا اور ہم نے کیمرے، ٹیپ ریکارڈر، ریڈیو، کپڑے، عطریات اور مختلف دوسری فاران میڈ اشیاء لا کر دے دیے بس دوستوں میں سے صرف آپ رہ گئے ہیں ابھی تک آپ نے کوئی تقاضا کیا ہے نہ ہی میں نے کسی تحفے سے متعلق پوچھا آپ اپنی پسند کی چیز بتادیں۔" میں نے عرض کیا کہ اگر مل جائے تو ایک عربی ٹائپ رائٹر لے آئیں تاکہ تحریری کاموں میں تیزی لاسکوں انہوں نے حامی بھر لی اور اگلے سال وہ ایک چھوٹا سا خوبصورت ٹائپ رائٹر لے کر آیا۔ میں نے بعض اردو حرف مثلاً گ، چ، پ، ڈ، ٹ، ڑ وغیرہ مختلف KEY پر ایلفی سے تار جوڑ کر لگا دیا اور اسی سے کام چلاتا رہا اس سے کام چلانا مشکل ضرور تھا لیکن بیک وقت تین چار کاپیاں تیار ہونے کی وجہ سے اچھا تھا۔ جب ٹائپ رائٹر کی جگہ کمپیوٹر نے لے لی تو حاجی صاحب نے از خود وہ بھی لا کر دیا۔

کمپیوٹر کا دلچسپ واقعہ

غالباً سال 1984ء میں میں دوسری بار کراچی گیا ان دنوں محترم ڈاکٹر ابراہیم عارف (۱) صاحب کی ڈیوٹی قومی عجائب گھر کراچی میں تھی اور ابھی انہوں نے ڈاکٹریٹ نہیں کی تھی اور وہ محمود آباد میں جامع مسجد نور بخشیہ کے پاس ہی ایک گھر میں رہتے تھے ایک دن انہوں نے کہا کہ شاہین نبی صاحب نے سعودی عرب سے آپ کے لیے ایک کمپیوٹر بھیجا ہے جو یہاں پہنچ کر کمرے میں رکھا ہوا ہے جاتے وقت ساتھ لے کر جائیں۔ وہ کمپیوٹر ایک کارٹون میں بند تھا چونکہ مجھے لاہور جانا تھا کمپیوٹر سے متعلق میں نے عارف صاحب سے مشورہ لیا تو کہا کہ یہ بھاری ہے نہیں اس کو ساتھ لے کر جائیں میں چاہتا تھا کہ اس کو گڈز ٹرانسپورٹ والوں کے پاس بک کروادوں، انہوں نے کہا کہ مال نازک ہے اس لیے ٹوٹ جائے گا۔ ناچار میں اپنے ساتھ ریل میں لاہور لے آیا۔ لاہور ریلوے اسٹیشن پر ٹرین رکتے ہی میں کارٹون لے کر ڈبے سے باہر نکلا اتنے میں تین چار باوردی آدمی آئے اور مجھ سے یہاں تک آنے کا ٹکٹ مانگا میں نے دکھا دیا پوچھا کہ اس ڈبے کے کرایہ کی رسید کہاں ہے؟ میں بولا اتنی ہلکی چیز پر ریل میں کرایہ؟ یہ سن کر انہوں نے کارٹن اٹھایا اور ایک کمرے میں لے گئے وہاں مجھ سے 700 روپے کرایہ مانگا میں نے دینے سے انکار کیا کچھ دیر بعد بولا 600 دے دیں پھر تھوڑی دیر بعد بتایا کہ 550 روپے دے دیں میں نے نہیں دیا تھوڑی دیر بعد 450 دینے کو کہا میں نے سوچا دے دینا چاہیے میں اکیلا ہوں اونچا سنتا ہوں میرے پاس کمپیوٹر کی ملکیت کے کاغذات بھی نہیں اگر چوری / سمگلنگ کا کوئی کیس بنالے تو پھر کیا ہوگا؟ میں نے یہ رقم دے

دی انہوں نے کارٹون میرے حوالے کیا جسے اٹھا کر میں باہر جانے کے لیے گیٹ کی طرف چل پڑا گیٹ پر ٹکٹ چیکر نے روکا۔ میں نے دیکھا کہ ایک باوردی اہلکار میرے پیچھے ہے، اس نے ٹکٹ چیکر کو کچھ کہا تو اس نے باہر جانے دیا گیٹ کے باہر پہنچ کر اس اہلکار نے مجھ سے 100 روپے طلب کیا میں نے جی کڑا کر کے دے دیا۔ ابھی میں باہر ٹیکسی کا انتظار کر رہا تھا تا کہ مولانا غلام نبی کوروی کے ڈیرے پر جاؤں اتنے میں ایک آدمی آیا اور پوچھا کارٹون میں کیا ہے؟ میں بولا ایک کمپیوٹر ہے۔ پوچھا کہاں سے لایا ہے؟ بتادیا کراچی سے۔ کہا اس کی ایکسائز ڈیوٹی دی ہے؟ میں نے کہا وہ کیا ہوتی ہے؟ یہ سن کر اس نے کارٹون اٹھایا اور قریب موجود ایک خیمے میں لے گیا اور ایک رسید کاٹتے ہوئے بتایا کہ ایکسائز ڈیوٹی 150 روپے دے دیں میں نے یہ رقم اس کو دے دی تب اس نے رقم لے کر 100 روپے کی رسید مجھے تھما دیا۔

آدھے گھنٹے کے اندر اندر ان تین آدمیوں نے مجھ سے بلا کسی وجہ 700 روپے لوٹ لیے تھے اور میرے ہاتھ 100 روپے ایکسائز ڈیوٹی کی رسید آئی تھی میں نے پہلی بار پولیس اور دوسروں کی رشوت ستانی اور بے ایمانی نہ صرف دیکھی بلکہ چکھی تھی۔ میں نے کارٹون اٹھایا اور ایک گڈز ٹرانسپورٹ کے دفتر سے سکردو کے لیے بک کرا دیا 600 روپے میں یہ صحیح سلامت سکردو پہنچ چکا تھا یہ کمپیوٹر شاید خپلو میں پہلا ذاتی کمپیوٹر تھا ابھی پینٹم وغیرہ متعارف نہیں ہوا تھا پینٹم سسٹم متعارف ہونے کے بعد میں نے نیا کمپیوٹر خرید لیا تب ہمارے بیٹے نے بابو غلام محمد مچلوی مرحوم سٹینو گرافر DC گانچھے کو دے دیا۔ اب بھی وہ پرانے ماڈل کا کمپیوٹر ان کے پاس موجود ہوگا۔

دیکھا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں فرمایا ہے۔

اَلرَّفِیۡقُ قَبۡلَ الطَّرِیۡقِ یعنی سفر سے پہلے ایک اچھا رفیق سفر تلاش کرو۔

یہاں میں معذور اور اکیلا جس کا منطقی انجام یہ ہوا کہ ظالم سماج کے ظالموں نے مجھے تختۂ مشق بناتے ہوئے مجھ سے یہ رقم ہتھیالی نہ معلوم یہاں کتنے ہی لوگوں کو اس طرح لوٹ لیتے ہوں گے الحمد للہ ہم جہاں رہتے ہیں یہاں کی پولیس کو کوئی کام ہے نہ رشوت یا حرام کی کمائی!

غالباً 1956ء 1957ء میں راجہ ناصر علی خان اور راجہ فتح علی خان کے کہنے پر پہلی بار جامع مسجد چقچن سے

عاشورا کا جلوس برآمد ہوا جو وہاں سے بذریعہ پگڈنڈی شاہی محل جاتا پھر وہاں سے محلہ جات ڈنس، ہچھی اور باپی سے ہوتا ہوا خانقاہ معلی خپلو بالا پہنچ کر تقریباً ۱۲ بجے دوپہر اختتام پذیر ہوتا تھا یہ عمل تھکا دینے والا تھا خپلو کے سوا کسی اور جگہ کے نوربخشی ماتمی جلوس نہیں نکالتے تھے اس لیے یہ عمل نوربخشی روایات کے بھی سراسر خلاف بھی لگتا تھا۔ چند کے سوا باقی نوربخشی اس عمل سے بیزار بھی تھے وہ اس عمل سے آبرومندانہ علیحدگی کے خواہاں تھے۔ اسی دوران ایک دن نوربخشی علماء اور زعماء کی ایک میٹنگ تھی جس میں راجہ فتح علی خان نے کہا کہ یہ جلوس ہم نے یہاں رائج کیا تھا تاکہ خپلو کو شہرت دلاؤں لیکن اب میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس عمل میں امام علیہ السلام کی سخت توہین ہوتی ہے کیا یہ عمل جائز ہے؟ اور کیا یہ عمل ہماری کتابوں یا قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہے؟ راجہ صاحب کے اس سوال پر سب خاموش رہے البتہ مولانا مفتی عبداللہ مرحوم نے جواب دیا کہ میں بھی اس کو امام کی تذلیل سمجھتا ہوں اور مزید کہا کہ اس کے بارے میں قرآن کریم کی کوئی آیت یا حدیث نبوی ﷺ میری نظر سے نہیں گزری اور نہ ہی ہماری کسی کتاب سے یہ عمل ثابت ہوتا ہے۔ اگر کسی نے کہیں دیکھا ہے تو بتائیں اس جواب پر سب نے خاموش رہ کر مولوی صاحب کے صداقت کی تصدیق کی وہاں موجود سرکردگان اور نوجوانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر یہ ہمارے بزرگوں کی تعلیمات کے منافی ہے، کتابوں میں بھی نہیں ہے اور اس سے امام علیہ السلام کی توہین بھی ہوتی ہے تو اس کو جاری رکھنے کی آخر ہمیں کیا مجبوری ہے؟

غالباً 1965 اور 1975 کے درمیان ملدومر میں شیعوں کی پہلی مسجد محلہ مسجد بن گئی شیعہ زعماء نے فیصلہ کیا کہ جلوس کا روٹ ملدومر تک بڑھایا جائے۔ نوربخشی زعماء جن میں بدیع الزمان مرحوم، ماسٹر حاجی محمد حسن گولپہ مرحوم، امیر خان مرحوم، حاجی شاہین نبی اور دوسرے کئی نوربخشی پڑھے لکھے نوجوان شامل تھے، نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اگلے سال نوربخشیوں کو جلوس میں شامل نہ ہونے کا مشورہ دیا چنانچہ اس پر عمل درآمد شروع ہوا اور چند کے سوا باقی نوربخشی جلوس میں شریک نہیں ہوئے اسے شیعوں نے اپنی توہین جانا۔ نوربخشیوں کو زبردستی جلوس میں لے جانے کی کوشش کی اور یہ معاملہ دونوں میں نعرہ بازی اور ہاتھا پائی پر منتج ہوئی۔

اگلے سالوں میں عاشورہ کے موقعوں پر نوربخشیوں کو زبردستی جلوس کے ساتھ لے جانے کے مسئلے پر

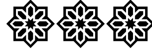
جامع مسجد چقچن اور خانقاہ معلی خپلو بالا پر دونوں کے درمیان معمولی کھینچا تانی ہوئی۔ جس کے بہانے شیعوں کی درخواست پر کئی نور بخشوں کے خلاف یک طرفہ کیسز قائم ہوئے۔ اس تنازعہ کی بناء پر شیعہ حضرات، چق چن شریف کے مرکزی ہال اور برآمدے جو مقامی طور پر شین کہلاتا ہے، پر اپنا حق جتانے لگے یہاں تک کہ نوربخشیوں کی نماز اور اذان میں مداخلتِ بے جا کرنے لگے تھے۔ ۱۹۷۹ء میں چق چن شریف میں مقامی شیعوں اور نوربخشیوں میں تصادم ہوا تھا جس میں دونوں طرف کے چند اشخاص کو معمولی چوٹیں آئی تھیں جن کی ہسپتال میں مرہم پٹی کی گئی تھی اس معاملے کو افواہ سازوں نے بڑھا چڑھا کر کئی شہید اور متعدد شدید زخمی بنا دیا تھا جس پر سکردو میں شیعوں نے کئی نوربخشیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا تھا ان دنوں نوربخشیوں میں کوئی افسر موجود نہیں تھا سارے افسر غیر نوربخشی تھے چنانچہ اس میں سو کے قریب نوربخشیوں کو گرفتار کیا جن میں حاجی شاہین نبی اور یہ حقیر فقیر بھی شامل تھا۔

میں تو ۱۴ دن حوالات میں بند رہ کر چھوٹ گیا لیکن انہیں یہاں سے سکردو منتقل کیا اور مارشل لأ حکام نے انہیں کچھ عرصہ کے لیے نظر بند رکھا جب وہ چھوٹ کر آیا تو ہم نے انہیں جلوس کی شکل میں چق چن پہنچایا چق چن شریف میں جلسہ کیا جس میں پیر نوربخشیہ سید عون علی الموسوی نے اپنی خطاب کے دوران فرمایا تھا کہ دیکھو شاہین صاحب آپ نے نوربخشی قوم کے لیے لازوال قربانی دی ہے جب بھی آپ کو ضرورت پڑی تو ہم سب آپ کے لیے قربانی دیں گے ہماری مدد اور دعائیں آپ کے ساتھ ہوں گی اتفاقاً بعد میں حاجی شاہین نبی نے الیکشن میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا آخر محمد جعفر سلینگ اور حاجی صاحب میں مقابلہ ہوا واقفان حال کا کہنا ہے کہ الیکشن کے دوران مختلف عناصر نے پیر سید عون علی پر دباؤ ڈالا کہ لوگوں کو جعفر کو ووٹ دینے کے لیے حکم دیں لیکن سید صاحب نے انکار کیا بعد میں ان کے ایک نہایت عزیز قریبی بندے نے انہیں مجبور کیا کہ جعفر کے حق میں ووٹ ڈالنے کا حکم دیں مگر وہ نہیں مانے آخر انہوں نے جعفر کو ووٹ دینے کے حکم پر مبنی تحریر لکھ کر لایا اور قلم انگلیوں میں رکھ کر زبردستی دستخط کرادیا ادھر کاغذ پر دستخط ہوا ادھر شاہ صاحب دماغ کی شریان پھٹ کر گر پڑے چنانچہ سکردو لے جائے گئے سکردو سے اسلام آباد ریفر کیا اسلام آباد پہنچنے کے بعد اسی صدمے سے ان کا انتقال ہوا۔

چق چن کیس کے بعد حاجی شاہین نبی ایک سنجیدہ نوربخشی لیڈر بن کر ابھرے اس سے پہلے بلتستان میں

تمام راجے اور بااثر لوگ شیعہ تھے جس کی وجہ سے وہ نوربخشیوں پر حاوی تھے چنانچہ نوربخشی جگہ جگہ دباو میں تھے انہوں نے اس دباوسے پوری قوم کو نکالنے کی بھرپور کوشش کی نوربخشیوں میں مذہبی جوش وولولہ پیدا کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نوربخشی قوم ان کے دباوسے مکمل طور پر نکل آئی۔

جب وہ سعودیہ چلے گئے تو وہیں مقیم نوربخشیوں کے ساتھ رابطے میں رہے ان میں بھی خودداری اور مذہبی بیداری کی روح پھونک دی جب اسلام آباد سے نوائے صوفیہ شائع ہونے لگا چند شمارے چھپ جانے کے بعد محض خرچہ نہ ہونے کی وجہ سے بند ہونے لگا تو انہوں نے رقم بھیج کر اس کو جاری وساری رکھا بعد میں کیمرے، کمپیوٹر اور پرنٹر بھیج کر نوائے صوفیہ کی اشاعت کو تیز اور باقاعدہ بنادیا۔



یادرفتگان

سید مہدی شاہ میر واعظ ہلدی

مولانا محسن علی ساقی

موت العالم موت العالم گلگت بلتستان سے آمدہ مصدقہ اطلاعات کے مطابق میر واعظ خانقاہ نوربخشیہ ہلدی جناب سید مہدی شاہ گذشتہ دنوں حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سید مہدی شاہ صاحب تھگس خانقاہِ نوبخشیہ تھگس کے میر واعظ اور بہت بڑے مجاہد ملت سید محمد المعروف بہ "بواسید" مرحوم کے فرزند ارجمند تھے وہ کچھ عرصے سے بیمار تھے۔انہوں نے سید علی شاہ آف پھڑاوا سے تعلیم حاصل کی تھی اور اہالیان ہلدی نے خصوصی طور پر انہیں بطورِ میر واعظ ہلدی لے گئے تھے۔

ان کا جنازہ میر آف سیاچن سید ناصر حسین الموسوی نے پڑھایا سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ کے مرکزی راہنما مولانا محسن علی ساقی نے خصوصی طور پر جنازے میں شرکت کی اور لواحقین سے تعزیت کی۔

مرحوم نے بیوہ، تین بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑے ہیں۔

نوائے صوفیہ مرحوم کی ناگہانی رحلت پر لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کی لغزشوں کو معاف فرمائے انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے اور اس پر اجر جزیل ارزانی فرمائے آمین۔

